Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ماہنامۂ اُردو)

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

(یعنی)

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مُدیر

علی محمد اجمیری

بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۷؁ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۳۹؁ء

جلد ۳۸ عدد ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت اور تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بر وقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے، اور بیرون ہند ساڑھے تین روپے ہے۔

طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ مسلم سکول

ٹبورا (مشرقی افریقہ)

جس کی بنیاد مولوی شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان نے ۱۱ جنوری ۱۹۳۷ء کو رکھی، یہ تصویر اس کی پہلی سالگرہ کے موقعہ پر سکول کے صحن میں ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء کو لی گئی۔

کرسیوں پر بائیں سے تیسرے مولوی شیخ مبارک احمد صاحب ہیں، ان سے آگے مسٹر ولیم ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول ٹبورا، مسز بیکسٹر، اور مسٹر بیکسٹر ڈسٹرکٹ آفیسر ٹبورا ہیں، مولوی صاحب موصوف ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء کو قادیان سے افریقہ روانہ ہوئے تھے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو واپس تشریف لائے ہیں ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۸ | ۱۴- ذوالحجہ ۱۳۵۷ھ سنہ مطابق ۵- فروری ۱۹۳۹ء سنہ | عدد ۲

فہرست مضامین

قرآن کریم کی حقانیت اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر ایک دلیل	ص۲	آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو سے
اسلام اور عیسائیت کی اخلاقی تعلیم کا مقابلہ	ص۳	از افاضات سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ
قرآن مجید اور علوم جدیدہ	ص۱۲	از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن
رسولِ عربیؐ کے خصائلِ حسنہ	ص۲۱	از جناب رائے بہادر رام کشور صاحب ایڈووکیٹ ووائس چانسلر دہلی یونیورسٹی
سرزمینِ عرب میں مسیحی تبلیغی سرگرمیاں	ص۳۰	از سر آرنلڈ ولسن
اسلام مشرقی افریقہ میں	ص۳۷	از جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا، کہ اے خدا! میرے ماں باپ بوڑھے تھے، میں ایک دن جانور لیکر دُور نکل گیا، اور جب ان کے لئے دودھ لیکر آیا تو وہ سو رہے تھے، میں نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا، تا ان کی نیند میں خلل واقع نہ ہو، میری بیوی اور بچے بھوک سے رو رہے تھے، مگر میں نے دودھ کا پیالہ پہلے اپنے والدین پر پیش کرنے کا عزم کر لیا تھا اس لئے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا، حتیٰ کہ صبح ہو گئی، اور وہ اُٹھے اور دودھ پیا، اس کے بعد میں نے اپنے بچوں کو دیا، اے خدا! اگر تو جانتا ہے، کہ میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا تھا، تو اس پتھر کو دور کر دے۔ اِس پر لکھا ہے کہ غار کے سامنے کا پتھر تیسرا حصہ ہٹ گیا[1]۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو جن کے اندر احسان کا مادہ زیادہ ہوتا ہے، کہا ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآءُ کُمْ یعنی اگر تم خدا کے مقابلہ میں اپنے آباء سے زیادہ محبت کرتے ہو تو تم ابھی تک مومن نہیں ہو۔

پھر بعض لوگوں میں بقاءِ نسل کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، اور وہ اپنی اولاد سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے اَبْنَاءُ کُمْ کا لفظ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا، کہ جب تک تم اپنی اولاد سے بڑھکر خدا سے محبّت نہ کرو گے، اس وقت تک تمہارا ایمان قبولیّت کے مقام پر نہیں پہونچ سکتا۔ پھر کئی لوگوں کو قومی جتھا سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے، ایسے لوگوں کے لئے اِخْوَانُکُمْ کا لفظ رکھا۔ اور کئی ایسے ہوتے ہیں، جن میں شہوت کا پہلو زیادہ غالب ہوتا ہے، اور انہیں اپنی بیویاں ہی زیادہ پیاری ہوتی ہیں، ایسے لوگوں کے لئے اَزْوَاجُکُمْ کا لفظ رکھا۔ اور بعض لوگ اپنے قبیلہ اور خاندان کو سب چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں، ان کیلئے عَشِیْرَتُکُمْ کا لفظ فرمایا۔ اور کئی ایسے بخیل ہوتے ہیں، کہ انہیں روپیہ اپنی اولاد اور جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتا ہے، بیسیوں ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں، جنہوں نے باوجود مالدار ہونے کے اپنی اولاد کے لئے مال خرچ کرنے سے بخل کیا، ایسے لوگوں کے لئے اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ کے الفاظ فرمائے۔ اور بعض لوگ اس طبیعت کے ہوتے ہیں، کہ وہ اپنے ملک اور وطن کی خدمت

[1] بخاری جلد ۲ حدیث الغار باب ماذکر عن بنی اسرائیل:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اپنی ہر ایک چیز پر مقدم سمجھتے ہیں، اور ان کا نعرہ ہی حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ ہُوا کرتا ہے، جیسا کہ ہمارے ملک میں ہجرت کے زمانہ میں ہزاروں لوگ اپنی اولاد و جائداد اور اموال چھوڑ کر ملک کے نام پر یہاں سے چلے گئے تھے، ایسے لوگوں کے لئے مَسَاکِنُ کا لفظ رکھکر فرمایا، کہ اگر تمہیں اپنے وطن اور گھر خدا سے زیادہ پیارے ہیں، تو تم ابھی مومن نہیں ہو۔ قرآن کریم نے عدل کی یہ مختصر سی تشریح فرمائی ہے "اس کے مقابلہ میں" سارے دل، ساری عقل اور ساری جان" کے الفاظ کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ انکے علاوہ انسان میں اور بھی بہت سے جذبات و احساسات ہوتے ہیں، جنہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے، اور قرآن کریم نے انکی مفصل تشریح کی ہے۔

متی نے اس حکم میں اس سے آگے لکھا ہے" دوسرا اسکی مانند یہ ہے۔ کہ اپنے پڑوس سے اپنے برابر محبت رکھ" اول تو یہ خلافِ عقل ہے کہ اس حکم کو پہلے کی مانند قرار دیا ہے۔ بیشک یہ ضروری حکم ہے مگر اسے پہلے حکم کی مانند قرار نہیں دیا جاسکتا۔ خدا تعالےٰ بہر حال مقدم ہے۔ اسے پہلے حکم کی مانند کہنے کا تو یہ مطلب ہے کہ اگر کبھی خدا تعالیٰ کا حکم اور پڑوس کی خواہش ٹکرا جائیں، تو ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائیں اور کہیں کہ دونوں پہلو برابر ہیں۔ یہ بھی ویسا ہی پیارا ہے، اور وہ بھی، کس طرح ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے۔

اور پھر یہ حکم عدل سے اُوپر بھی نہیں جاتا۔ کیونکہ اس میں ہر شخص کو یہ حکم دیا گیا ہے، کہ وہ اپنے پڑوسی سے اپنے جیسی محبت کرے، گویا یہ وہ پہلا مقام ہے جس کو اسلام نے عدل قرار دیا۔ اسلام اس مقام سے انسان کو اُوپر لے جاتا ہے اور فرماتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ تم عدل کرو، بلکہ احسان کرو، اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایسا سلوک کرو، جس میں کسی قسم کی ریا یا بدلے کی خواہش کا شائبہ بھی نہ ہو۔

اس کے علاوہ قرآن کریم نے اس آیت میں نیکی اور بدی کے جو مدارج بیان فرمائے ہیں، اور جو ان کی ترتیب بیان فرما کر ان سے بچنے کی راہ بتائی ہے، وہ انجیل میں کہاں؟ پھر قرآن مجید نے اس حکم میں مختلف فطرتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک جامع تعلیم دی ہے، مگر انجیل میں ان باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید اور علوم جدیدہ

(از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن)

قرآن مجید خدا کا کلام ہے، اور عالم ظاہری خدا کا فعل، اور خدا کا فعل اور اس کا قول ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہو سکتے، اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے، کہ قرآن مجید میں علوم یقینیہ کے خلاف باتیں پائی جاتی ہیں، تو وہ غلطی خوردہ ہے، کیونکہ قرآن کریم تو بار بار صحیفۂ قدرت کو اپنے دعاوی کی تائید میں پیش کرتا ہے، اور ظاہری اور باطنی سلسلوں یعنی قانونِ قدرت اور کلامِ الٰہی کو باہم مشابہ اور مماثل قرار دیتا ہے، گویا صحیفۂ قدرت خدا کا فعل ہے، اور قرآن کریم خدا کا قول، اور ان میں ذرہ بھر تضاد نہیں ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے، کہ جو امور قرآن کریم میں قانون قدرت کے خلاف خیال کئے جاتے ہیں، وہ دو حالوں سے خالی نہیں ہیں، یا تو یہ کہ لوگوں نے جس امر کو قانون قدرت سمجھ رکھا ہے، وہ قانونِ قدرت نہیں ہے، اور یا انہیں قرآن کریم کی آیات کے صحیح معنے معلوم نہیں ہوئے، اور ان کے سمجھنے میں انہوں نے غلطی کھائی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے، کہ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۔ (حٰم سجدہ)

یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے، جو سب کتابوں پر غالب رہے گی، اور ہر زمانہ میں اس کا نام عزت سے یاد کیا جائے گا، اس میں جو تھیوریاں اور نظریئے بیان کئے گئے ہیں، ان کو علوم صحیحہ قدیمہ ہوں یا جدیدہ، باطل ثابت نہیں کر سکتے، یہ کتاب اُس خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے، جو حکیم اور حمید ہے، جوں جوں صحیفۂ قدرت کی موشگافیاں ہوں گی اور اس کی حکمتیں اور باریکیاں ظاہر ہوں گی، توں توں اس کتاب کی عظمت ظاہر ہو گی، اور اس کا خدائے حکیم و حمید کی طرف سے ہونا ثابت ہو گا، اور جو لوگ اس کتاب کی بتائی ہوئی تعلیم پر (جو خالق فطرت نے نازل کی ہے) عمل پیرا نہیں ہوں گے، انہیں ایسے طریق اختیار کرنے پڑینگے، جو اصل فطرت اور نیچر کے خلاف ہونگے، اس لئے انہیں بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah
بڑی تکالیف کا سامنا ہوگا۔

پھر قرآن مجید چونکہ تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے، اس لئے اس میں جیسے ایک اُمّی کی ہدایت کا سامان موجود ہے، ویسے ہی ایک فلسفی کے لئے بھی ہے، اس میں نہایت باریک باتوں کو ایسے سادہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، جسے ایک معمولی عقل رکھنے والا بھی بہ آسانی سمجھ سکتا ہے، اور اس میں ایسے براہین بھی موجود ہیں، جن سے ایک فلسفی لطف اندوز ہو سکتا ہے، اور چونکہ یہ کتاب علیم خدا کی طرف سے ہے، اس لئے خواہ کوئی شخص علم میں کتنی بھی ترقی کر جائے، وہ جب تعصّب سے علیٰحدہ ہو کر قرآن مجید کی باتوں پر غور کرے گا، تو اُسے اقرار کرنا پڑے گا کہ بیشک قرآن مجید میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہی درست ہے۔

اس وقت مَیں قرآن مجید کی آیت اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کے متعلق، جس میں عورتوں اور مَردوں کے باہمی تعلقات کا ذکر ہے، موجودہ علمی تحقیقات کی روشنی میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں، یورپ میں عورت و مرد کے حقوق اور ان کے آپس کے تعلقات کے متعلق جو تنازع پایا جاتا ہے، وہ ایسا نہیں ہے، جسے نظر انداز کیا جا سکے، اسلام کے خلاف جس قدر پراپیگنڈا عورتوں کے حقوق کے متعلق کیا گیا ہے، اتنا کسی امر کے متعلق نہیں کیا گیا۔ یورپ میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے، کہ عورتوں میں انسانی رُوح نہیں ہے، اور انہیں مردوں سے ادنیٰ اور حقیر خیال کیا جاتا ہے، اسلام کے خلاف لکھنے والے عیسائی مؤرخین وہ زمانہ بھول گئے ہیں، جبکہ ان کے بڑے بڑے مذہبی لیڈر عورتوں کو شیطان سے تشبیہ دیتے، اور انہیں ہر بدی کا منبع خیال کرتے تھے۔ اب یورپ میں عورتوں کو جو آزادی حاصل ہے، وہ چُونکہ قرآن مجید کی تعلیم کے مخالف ہے، اس لئے ان کی اہلی زندگی نہایت تکلیف دہ ہے، اور وہ قوم جو عورتوں کو اپنا حاکم خیال کر لے، اخلاقی لحاظ سے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، برتھ کنٹرول کی تحریک کی ایک وجہ یہ بھی ہے، کہ جو کام مَرد کیا کرتے تھے، وہ اب ان کی جگہ عورتیں کر رہی ہیں، اور اس لئے وہ اپنے آپ کو مَردوں کی دست نگر نہیں سمجھتیں، اور آزادی کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں۔ اور چُونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حمل و رضاعت وغیرہ کی وجہ سے انہیں دفتروں وغیرہ میں کام کرنے میں دقّت پیدا ہوتی ہے، اس لئے ان تکالیف سے بچنے اور آزادی کو قائم رکھنے کے لئے برتھ کنٹرول ایجاد کیا گیا ہے، لیکن عورتوں کا مَردوں کی جگہ کاموں میں بھرتی ہوجانا، اور اس طرح قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کرنا، قومی لحاظ سے کبھی مفید نہیں ہوسکتا، چنانچہ گذشتہ سال ٹائمز آف لنڈن میں برتھ کنٹرول کے نقصانات پر ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس میں مضمون نگار نے لکھا تھا، کہ برتھ کنٹرول کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ بیس سال کے اندر انگلستان میں بوڑھوں کی تعداد بہ نسبت جوانوں کے زیادہ ہوگی۔ اسلام نے عورت اور مرد کے حقوق کے متعلق جو تعلیم دی ہے، وہ نیچر کے عین مطابق ہے، اور اسی پر عمل کرنے سے حقیقی اہلی زندگی نصیب ہوسکتی ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (بقرہ-۲۸) یعنے جیسے عورتوں پر مَردوں کے حقوق ہیں، ایسے ہی عورتوں کے مَردوں پر ہیں، ہاں مَردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے، اور اس درجہ کی وجہ سے جو انہیں خدا کی طرف سے قدرتی طور پر دیا گیا ہے، مَردوں پر لازم ہے، کہ وہ عورتوں کے حقوق کو کسی حالت میں بھی غصب نہ کریں، کیونکہ ان کے اُوپر ایک غالب خدا ہے، جو ظالم وغاصب کو سزا دے سکتا ہے، اور گھر میں امن قائم رکھنے اور اہلی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے جو یہ تعلیم دیگئی ہے، تو یہ حکیم خدا کی طرف سے ہے، یعنی یہ حکمت پر مبنی اور ایسی پختہ ہے، کہ کوئی عالم اور حکیم شخص اس کو باطل ثابت نہیں کرسکتا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالےٰ نے درجہ کی یہ تفصیل بیان فرمائی ہے، کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (نساء-۶) یعنی گھر ایک چھوٹی سی حکومت ہے، جس میں ضروری ہے، کہ ایک امیر ہو، جو گھر میں رہنے والے افراد کا متکفّل ہو، سو فرمایا کہ ہر مَرد اپنے گھر کا امیر ہے، اور اُس کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی، کہ اس پر اخراجات کا بوجھ ڈالا گیا ہے، سو جو مال کمائے اور خرچ کرے اس کا یہ حق ہونا چاہیئے، کہ وہ نگران بھی ہو، اور سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ[۵] کے ماتحت وہ درحقیقت خادم بھی ہے، اور بیوی اور بچے ایک رنگ

[۵] - قوم کا سردار ان کا خادم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah
میں اس کے مخدوم ہیں، دوسرے اس وجہ سے اُسے قَوّام قرار دیا گیا، کہ وہ اس بوجھ کے برداشت کرنے پر قادر ہے، کیونکہ اُسے فطرتی لحاظ سے بہ نسبت عورت کے مضبوط قویٰ دیئے گئے ہیں، اور قدرتی طور پر افسر ہونے کا اسی کو حق تھا، چنانچہ صدیوں کے بعد یورپ کی ایک قوم جو علم و سائنس کے لحاظ سے تمام دُنیا میں مشہور ہے، اور اِس وقت تمام حکومتیں اس کا سکہ مان چکی ہیں، یعنی جرمن قوم، اس نے گذشتہ سالوں میں عورتوں کے متعلق وہی نظریئے اپنی قوم کے سامنے پیش کئے، جو آج سے چودہ سو سال پہلے قرآنِ مجید نے بیان کئے تھے، چنانچہ ہر ہٹلر اور اس کے تمام ساتھیوں نے جرمنی میں یہ پراپیگنڈا کیا کہ:-

That a woman's job is to stay at home and produce babies.

یعنی عورتوں کا کام یہ ہے، کہ وہ گھر میں رہیں، اور بچے پیدا کریں۔

اور ڈاکٹر ایمی دیبز نے جو "Reconstruction of German womanhood" تحریک کا سب سے بڑا آرگنائزر تھا، کہا کہ:-

"National social-ism looks upon marriage and mother hood as woman's real mission. Woman must share her husband's thoughts and feelings, but she must never consider herself on an equal footing withe man, this, in our opinion, tends to destroy family life."[1]

یعنی نیشنل سوشلزم کے نزدیک عورت کا اصل مشن شادی اور بچوں کی ماں بننا ہے، عورت کو

---

[1] (Nazi Germany explained by Vernon Bartlett Page ۹۲ - ۹۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے خاوند کے خیالات اور احساسات میں ضرور شریک ہونا چاہیئے، لیکن اُسے کبھی اپنے آپ کو مرد کے برابر نہیں سمجھنا چاہیئے، اور اگر وہ ایسا کرے گی تو ہماری رائے میں یہ بات اہلی زندگی کو تباہ کرنیوالی ہوگی، اسی طرح انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کے لئے علیحدہ سکول ہونے چاہئیں۔

اس وقت ہٹلر اور نازی تحریک کی فراست اور قوت وبہادری کا تمام حکومتیں لوہا مان چکی ہیں، کیا سینکڑوں سال کے بعد ان کا اسلامی تعلیم کی طرف رجوع کرنا اس امر کی صاف دلیل نہیں ہے، کہ فطرتی تعلیم وہی ہے جو قرآن مجید نے دی ہے؟

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ کی صداقت اس مثال سے ہر ایک عامی بھی سمجھ سکتا ہے، جو دوسری جگہ قرآن مجید نے دی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا (شوریٰ - ۲) اے انسانو! ہم نے تمہیں بھی نر و مادہ پیدا کیا ہے، اور دوسرے چار پاؤں کو بھی تمہاری طرح نر و مادہ بنایا ہے، یعنی جیسے انسان کو جوڑا پیدا کیا گیا ہے، ویسے ہی چار پائے بھی نر و مادہ بنائے گئے ہیں، پس صحیفۂ قدرت میں سے اللہ تعالےٰ نے انسان کے ہمجنس جوڑوں کی مثال دے کر سمجھا دیا ہے، کہ مرد ہی امارت کے قابل تھا، کیونکہ وہ مادہ سے طاقتور ہے، اور صحیفۂ قدرت میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں، بیل اپنی مادہ (گائے) سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہے، بکرا بکری سے، اُونٹ اُونٹنی سے، گھوڑا گھوڑی سے، اور شیر شیرنی سے، غرضیکہ حیوانات کے نر و مادہ میں غور کر کے ایک معمولی علم و عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، کہ مرد بہ نسبت عورت کے قدرتاً زیادہ طاقتور اور مضبوط ہے، پس قرآن مجید نے مرد کو جو عورت کا متکفّل ٹھیرایا، اور گھر کا امیر قرار دیا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عورت سے طبعی طور پر مضبوط اور طاقتور ہے، عورت قدرتی طور پر بوجہ حمل و ولادت اور رضاعت کے اخراجات کی متکفّل نہیں ہوسکتی تھی، کیونکہ یہ قدرتی باتیں اُسے مشقّت کے کام کرنے سے مانع ہیں۔

قرآنِ مجید خدائے حکیم وعلیم کی کتاب ہے، اس لئے اس نے اس کتاب کی عظمت ثابت کرنے کے لئے اس کے مخالفین کو صحیفۂ قدرت کے اسرار کی تحقیقات پر لگا دیا، جنہوں نے اپنا مال، اپنا وقت،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنی عمریں علمی تحقیقات میں صرف کر دیں، لیکن جس قدر وہ علمی انکشافات کرتے گئے، اسی قدر اس کتاب کی عظمت ثابت ہوتی گئی، چنانچہ یہ امر کہ مرد عورت سے قدرتی طور پر زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے، ماہرین علم تشریح الابدان کی تحقیقات سے ظاہر ہے، اس مختصر مضمون میں مرد و عورت کے چند اعضاء کے متعلق ان کی تحقیقات ذیل میں لکھتا ہوں:-

دماغ (مغز) بالغ مرد کے وزن کی اوسط تقریباً ۱۳۸۰ گرام ہے، اور عورت کے دماغ کے وزن کی ۱۲۵۰ گرام، ۲۷۸ مردوں کے دماغ دیکھنے سے زیادہ سے زیادہ جو دماغ کا وزن معلوم ہوا ہے وہ ۱۸۴۰ گرام تھا، اور کم از کم وزن ۹۶۴ گرام، اور ۱۸۱ بالغ عورتوں کے دماغوں میں سے زیادہ سے زیادہ وزن ۱۵۸۰ گرام تھا اور کم از کم ۸۷۹ گرام۔[1]

ڈاکٹر Sims اور کلینڈننگ اور تلدیمان اور J. Ried کی تحقیقات کا نتیجہ بھی یہی ہے، کہ ۲۷۸ بالغ مردوں کے دماغوں میں سے زیادہ سے زیادہ وزن دماغ کا ۱۸۱۰ گرام یعنی ۶۴ اونس اور کم سے کم تقریباً ۹۶۰ گرام یعنی ۳۴ اونس تھا۔ اور ۱۹۱ بالغ عورتوں میں سے دماغ کا زیادہ سے زیادہ وزن ۱۵۸۰ گرام یعنی ۵۶ اونس اور کم از کم ۸۸۰ گرام یعنی ۳۱ اونس ثابت ہوا، اور مردوں کے اکثر دماغوں کا وزن ۴۶ اور ۵۳ اونس کے درمیان تھا، اور عورتوں کا ۴۱ اور ۴۷ اونس کے درمیان۔ اور بیکوک اور آر وینز اور بیشوف اور بوید اور Huschke کی تحقیقات بھی اسی کے مطابق ہے۔

R. Boyed نے دماغوں کے وزن کی اوسط کے اعداد و شمار گرام میں نر و مادہ کی مختلف عمروں کے لحاظ سے مندرجہ ذیل دیئے ہیں:-

عمر	نر	مادہ	زیادتی
پیدائش کے وقت	۳۹۳	۳۴۷	۴۶
۳ ماہ تک	۴۹۳	۴۵۱	۴۲

[1] (Gray's anatomy 25th Edition Page 957)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمر	نر	مادہ	زیادتی
۳ ماہ سے ۶ ماہ تک	۶۰۲	۵۶۰	۴۲
۶ ماہ سے ۱۲ ماہ تک	۷۷۶	۷۲۷	۴۹
۱ سے ۲ سال تک	۹۴۱	۸۴۳	۹۸
۲ سے ۴ سال تک	۱۰۹۵	۹۹۰	۱۰۵
۴ سے ۷ سال تک	۱۱۳۸	۱۱۳۵	۳
۷ سے ۱۴ سال تک	۱۳۰۱	۱۱۵۴	۱۴۷
۱۴ سے ۲۰ سال تک	۱۳۷۴	۱۲۴۴	۱۳۰
۲۰ سے ۳۰ سال تک	۱۳۳۳	۱۲۳۷	۹۶
۳۰ سے ۴۰ سال تک	۱۳۶۴	۱۲۲۰	۱۲۴
۴۰ سے ۵۰ سال تک	۱۳۵۱	۱۲۱۲	۱۳۹
۵۰ سے ۶۰ سال تک	۱۳۴۳	۱۲۲۰	۱۲۳
۶۰ سے ۷۰ سال تک	۱۳۱۳	۱۲۰۸	۱۰۵
۷۰ سے ۸۰ سال تک	۱۲۸۸	۱۱۶۸	۱۲۰
۸۰ سے اُوپر	۱۲۸۳	۱۱۲۵	۱۵۸[1]

مذکورہ بالا جدول سے جہاں یہ ظاہر ہے، کہ نر کا دماغ بہ نسبت مادہ کے عمر کے تمام حصّوں میں زیادہ وزن رکھتا ہے، وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ اسّی اور نوّے سال کی عمر میں دماغ کا وزن اسّی اور نوّے گرام کم ہوجاتا ہے، یا تیس اونس سے زیادہ جو تمام وزن کا تقریبًا پندرھواں حصّہ ہے۔ اس سے قرآن مجید کے اس ارشاد کی صداقت بھی ظاہر ہوتی ہے، کہ انسان جب شیخوخت کی حالت کو پہونچ جاتا ہے، تو اس کی علمی قوت کمزور ہونے لگ جاتی ہے، جیسا کہ فرمایا، لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا۔

[1] (Quain's anatomy جلد ۴ حصہ سوم صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے متعلق اور علمائے تشریح کی بھی تحقیقاتیں ہیں، لیکن میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں، کیونکہ تمام تحقیقات کا نتیجہ یہی ہے، کہ نر کا دماغ مادہ کے دماغ سے زیادہ وزن رکھتا ہے۔

دل ایک تندرست بالغ مرد کے دل کا اوسط وزن گیارہ اور بارہ اونس کے درمیان ہوتا ہے (یعنی ۳۱۰ سے ۳۴۰ گرام تک) اور عورت کے دل کا اوسط وزن دس گیارہ اونس یعنی ۲۸۰ اور ۳۲۰ گرام کے درمیان۔ مختلف علماء کی تحقیقات کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:۔

نام عالم	نر	مادہ
بولنجر	۳۴۰ گرام	۲۷۵ گرام
جنکر	۳۴۸	۲۶۹
گوکے	۳۴۰	۲۷۳
کلیمنفوہن	۳۳۲	۲۶۴
بلوسفیلڈ	۳۴۶	۳۱۰ [۱]

کھوپری بالغ عورت کی کھوپری قاعدہ کے طور پر بہ نسبت اپنی قوم کے بالغ نر کے ہلکی اور چھوٹی ہوتی ہے، اور اس کی وسعت بھی ۱۰ فیصدی کی نسبت سے کم ہے[۲] اور یہ ظاہر ہے، کہ جو چیز (یعنی مغز) اس کے اندر ہوگا وہ بھی بہ نسبت عورت کے مرد کی کھوپڑی میں زیادہ ہوگا، اور اوپر کی تحقیقات سے ظاہر ہے، کہ وہ زیادہ ہوتا ہے، اور علوم جدیدہ سے یہ ثابت ہے کہ مغز اور اس سے جو عصبی سلسلہ ملتا ہے اور اس سے جو اور چیزیں متعلق ہیں، وہی قوتِ عقلیہ کا اصل مرکز ہے، اس سے آنحضرت صلعم کے اس فرمان کی صحت پر بھی روشنی پڑتی ہے، کہ عورتیں مردوں کی نسبت ناقصاتِ عقل ہیں۔

پھیپھڑا ڈبلیو Krause کی تحقیقات کے مطابق مرد کے پھیپھڑے کا وزن ۱۳۰۰ گرام، اور عورت کے پھیپھڑے کا وزن ۱۰۲۳ گرام ہے[۳]۔

---

[۱] (Quain's anatomy جلد ۴ حصہ سوم صفحہ ۱۲۰)
[۲] (Gray's anatomy ایڈیشن ۲۵ صفحہ ۳۰۸)
[۳] (Quain's anatomy جلد ۲ حصہ دوم صفحہ ۲۰۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کی حقانیت اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر ایک دلیل

(آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے):-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت پر اس دلیل سے نہایت اعلیٰ و اجلیٰ ثبوت پیدا ہوتا ہے، کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقت میں دنیا میں بھیجے گئے کہ جب دنیا زبانِ حال سے ایک عظیم الشان مصلح کو مانگ رہی تھی، اور پھر نہ مرے اور نہ مارے گئے جبتک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کر دیا جب نبوت کے ساتھ ظہور فرما ہوئے، تو آتے ہی اپنی ضرورت دنیا پر ثابت کر دی۔ اور ہر ایک قوم کو ان کے شرک اور ناراستی اور مفسدانہ حرکات پر ملزم کیا۔ جیسا کہ قرآن کریم اس سے بھرا ہوا ہے۔ مثلاً اسی آیت کو سوچکر دیکھو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا یعنی وہ بہت برکت والا ہے جس نے قرآن شریف کو اپنے بندے پر اس غرض سے اتارا کہ تمام جہان کو ڈرانیوالا ہو یعنی تا انکی بدراہی اور بدعقیدگی پر انکو متنبہ کرے۔ پس یہ آیت بصراحت اس بات پر دلیل ہے کہ قرآن کا یہی دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں تشریف لائے تھے جبکہ تمام دنیا اور تمام قومیں بگڑ چکی تھیں، اور مخالف قوموں نے اس دعویٰ کو نہ صرف اپنی خاموشی سے بلکہ اپنے اقراروں سے مان لیا ہے پس اس سے بداہت نتیجہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت ایسے وقت میں آئے تھے جس وقت میں ایک سچے اور کامل نبی کو آنا چاہئے پھر جب ہم دوسرا پہلو دیکھتے ہیں کہ آنجناب صلعم کس وقت واپس بلائے گئے تو قرآن صاف اور صریح طور پر ہمیں خبر دیتا ہے کہ ایسے وقت میں بلانیکا حکم ہوا کہ جب اپنا کام پورا کر چکے تھے یعنی اس وقت کے بعد بلائے گئے جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی کہ مسلمانوں کیلئے تعلیم کا مجموعہ کامل ہو گیا اور جو کچھ ضرورت دین میں نازل ہونا تھا وہ سب نازل ہو چکا اور نہ صرف یہی بلکہ یہ خبر بھی دیگئی کہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں بھی کمال کو پہونچ گئیں۔ اور جوق در جوق لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ آیتیں بھی نازل ہو گئیں کہ خدا تعالیٰ نے ایمان اور تقویٰ کو انکے دلوں میں رکھدیا۔ اور فسق و فجور سے انہیں بیزار کر دیا اور پاک اور نیک اخلاق سے وہ متصف ہو گئے، اور ایک بھاری تبدیلی انکے اخلاق اور چلن اور روح میں واقع ہو گئی تب ان تمام باتوں کے بعد سورۃ النصر نازل ہوئی جسکا ماحصل یہی ہے کہ نبوت کے تمام اغراض پورے ہو گئے اور اسلام دلوں پر فتحیاب ہو گیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر اعلان کیا کہ یہ سورۃ میری وفات کی طرف اشارہ کرتی ہے، بلکہ اس کے بعد حج کیا اور اس کا نام حجۃ الوداع رکھا؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جگر | ڈاکٹر Reid کے اعداد و شمار کے مطابق ۸۲ میں سے ۴۳ مردوں کے جگر کا وزن ۴۸ اور ۵۸ اونس کے درمیان تھا، اور ۳۶ میں سے ۱۷ بالغ عورتوں کے جگر کا وزن ۴۰ اور ۵۰ اونس کے درمیان۔ ؎۱

گُردہ | گردے کا وزن عام طور پر جو بیان کیا گیا ہے، وہ مرد کا ۱۲۰ اور ۱۴۰ گرام کے درمیان ہے، اور عورت کا اس سے قدرے کم ہے۔ ؎۲

قد | ایک نسل کی عورتیں عام قاعدہ کے مطابق مردوں کی نسبت چھوٹی ہوتی ہیں۔ ؎۳

مضمون کے لمبا ہو جانے کے خوف سے مَیں باقی اعضاء کو چھوڑتا ہوں، پھر انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور وقت اس تحقیقات کو مکمل کروں گا۔ ماہرین علم التشریح نے یہ ثابت کر دیا ہے، کہ عورت کی تقریبًا ہر ہڈی اور ہر عضو اور اس کے اعصاب مرد کی نسبت سے کمزور ہیں۔ یہاں تک کہ سُرخ کروی شکل کے ذرّات عورت کے خون میں بہ نسبت مرد کے خون کے کم پائے جاتے ہیں۔ اور ظاہر ہے، کہ حاکم و امیر ہونے کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ کہ وہ علم اور قوت میں زیادہ ہو۔ چونکہ مرد بہ نسبت عورت کے اقویٰ تھا، اور اس کے دل و دماغ جو روحانی و جسمانی علم کے مرکز ہیں، عورت کے دل و دماغ سے زیادہ مضبوط اور زیادہ وزنی تھے، اس لئے قدرتی طور پر وہی گھر میں امیر بننے کا حق رکھتا تھا۔ چنانچہ خدا نے یہ یقینی اور غیر متبدّل علم اس امّی کو دیا جو عرب کے ریگستان کا رہنے والا تھا، اور اگر مخالف غور کریں، تو یہی اس کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے ؎

امّی در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

؎۱ (Quain's anatomy جلد ۲ حصہ دوم صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴)

؎۲ (Quain's anatomy جلد ۲ حصہ دوم صفحہ ۲۱۱)

؎۳ (The mother by R. Briffault جلد ۱ صفحہ ۴۴۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسُولِ عربیؐ کے خصائلِ حسنہ

(از جناب رائے بہادر رام کشور صاحب ایڈووکیٹ و وائس چانسلر دہلی یونیورسٹی)

مندرجہ ذیل مقالہ رائے بہادر صاحب موصوف نے جلسہ سیرت النبیؐ میں جو ۱۱ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو دہلی میں منعقد ہوا، حاضرین کے ایک بڑے مجمع میں پڑھکر سُنایا، جسے عام قبولیت حاصل ہوئی۔ اخویم مکرم مولوی عبد الحمید صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ دہلی جو رسالہ ریویو کے خاص معاونین میں سے ہیں، قابلِ شکریہ ہیں، کہ ان کی وساطت سے ہمیں یہ نہایت قیمتی مضمون ملا۔ رائے بہادر صاحب نے جس قابلیت اور عمدگی سے اسے تیار کیا ہے، اس کے لئے وہ مستحق صد مبارکباد ہیں، کاش! ہندوستان میں باہمی رواداری کی یہی رُوح ہر جگہ قائم ہو جائے، اور ہندو مسلم ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کرنا سیکھیں۔ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز نے جب پہلے پہل سیرت النبیؐ کے جلسوں کی بُنیاد ڈالی تھی، تو آپ کے مدّنظر یہی غرض تھی، کہ اسلام اور اس کے مقدّس بانی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحیح معلومات بہم پہونچائے جائیں، تا غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، وہ دُور ہوں۔ الحمد للہ کہ یہ تحریک کامیاب ہو رہی ہے، اور ہندوستان کا تعلیم یافتہ طبقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے متعلق صحیح نقطۂ نگاہ کی طرف آ رہا ہے۔ ایڈیٹر

صدر جلسہ و سامعین! مسلمانوں نے اپنے رسول، اپنے آقا اور اپنے قائد اعظم حضرت محمد صاحب کے جمال و کمال کی جس قدر تصویریں کھینچی ہیں، یہ ان کا حق ہے، لیکن دُنیا کے دوسرے انصاف پسند اہلِ قلم بھی بنی نوع انسان کے اس سچے محسن کی جناب میں اپنے اپنے رنگ کے مطابق ہمیشہ عقیدت کے گلدستے پیش کرتے رہے ہیں، اور آج آپ کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا باقی نہیں ہے، جس کے متعلق زیادہ سے زیادہ تفصیل موجود نہ ہو۔ اس رہنمائے عالم اور انسانیت کے معلّم کی سوانح حیات پڑھنے کے بعد بے اختیار سر جھکا دینا پڑتا ہے، اور مَیں سمجھتا ہُوں کہ جتنے تمدّنی، معاشرتی اور اخلاقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سبق اس برگزیدہ ہستی کے حالاتِ زندگی سے ہمیں حاصل ہوتے ہیں، اُن سے برتر دُنیا کا دوسرا بڑے سے بڑا انسان نہیں پیش کر سکتا، اور پھر سب قابلِ عمل اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق۔ آرزو تو یہ تھی، کہ اگر خُدا توفیق دے تو حضرت محمدؐ صاحب کے حالات پر ذرا تفصیل سے کچھ لکھوں، ـــ وُہ جس نے درندوں کو انسان، وحشیوں کو مہذب، اور غلاموں کو آقا بنا دیا، پھر وہ جس کی بدولت تعصّب، گمراہیاں، بد اخلاقیاں مٹ گئیں، اور مدتوں کے بچھڑے ہوئے مشرق و مغرب شیر و شکر ہو گئے ـــ اس لئے نہیں کہ میرا شمار اہلِ قلم میں ہو، بلکہ مَیں اسے اپنے ملک اور اپنی قوم کی ایک خدمت سمجھتا ہوں، ہندوستان جس غیر روا دارانہ دَور سے گذر رہا ہے، اور یہاں کے ہندو مسلم تعلقات میں جس قسم کی ناخوشگوار الجھنیں پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں، اس کا بڑا سبب میرے نزدیک ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کو جائز اور صحیح طور پر نہ سمجھنا، اور اس وجہ سے ناواجب توہین ہے، میرا بارہا اس ظاہرا لاینحل مسئلہ پر قلم اٹھانے کا ارادہ ہُوا، لیکن دوسری ذمہ واریاں اس قدر تھیں، کہ دل کی تمنا دل ہی میں رہی، دوسرے مَیں خوف بھی کھاتا تھا، کہ یہ تمدّنی مسئلہ سیاسی نہ بن جائے، اور سیاسی معاملات کے نام سے مَیں کوسوں بھاگتا ہُوں، چنانچہ مَیں نے ہندوستان میں بسنے والے ہر فریق کے دینی پیشواؤں کی زندگیوں پر نظر ڈالنی شروع کی، اور مجھے بہتوں سے زیادہ بلند، روشن، اور قابلِ عمل زندگی حضرت محمدؐ صاحب کی ملی۔ آپ کی سوانح عمری بیان کرنا میرا مقصود نہیں ہے، مَیں تو صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں، کہ جس بزرگ ہستی کے نام پر آج یہ مُنافرت کی خلیج کھودی جا رہی ہے، ان کا خُلق کیا تھا، اور ان کے طرزِ عمل سے ہمیں کیا سبق لینا چاہیئے، تا ایک طرف برادرانِ وطن اپنے رسولِ کریم کے خُلق و مروّت کو اپنے خلق و مروّت سے ملا کر دیکھیں، اور دوسری جانب غیر مسلم آنکھیں بند کر کے اپنے ہمسایوں پر کوئی مذہبی الزام نہ رکھیں۔

عقائدِ مذہبی کے لحاظ سے یہ بات عجیب معلوم ہوگی، کہ ایک پیغمبر کو انسان کی حیثیت میں پیش کیا جائے، لیکن حقیقت یہ ہے، کہ نبی ہونے کے باوجود کوئی شخص انسان سے اُونچا نہیں ہو سکتا، بلکہ مَیں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں، کہ رسالت اور نبوت بھی انسانی کمالات میں سے ایک کمال

Digitized by Khilafat Library Rabwah
ہے، پہلے مکمل انسان بنتا ہے، پھر اُسے اللہ تعالیٰ نبوّت عطا فرماتا ہے، کیونکہ نبوّت کا یہ کام نہیں کہ فطرتِ انسانی کے خواص کو مٹائے، انسانی صورت میں آکر فرشتوں کی طرح رہے، اس کا کام تو یہ ہے، کہ وہ انسانی فضاء میں انسانی خواص کو پُوری قوت سے اُبھارے، اور دوسرے انسانوں کے نقائص کو دُور کرے، رسولوں کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کا منشاء کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ دنیا کی اصلاح، اگر محض جپ تپ ان کا کام ہوتا، تو یہ سارا کارخانہ فضول اور ساری کائنات بالکل عبث ٹھہرتی ہے، غرضیکہ جب تک کوئی پیغمبر انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں نمونہ قائم کر کے یہ نہ ثابت کر دے کہ اس کی زندگی ـــــ اندرونی و بیرونی ـــــ درحقیقت ساری دنیا کے لئے ایک مثالِ حسنہ تھی، تب تک وہ نہ مکمل انسان بن سکتا ہے اور نہ پیغمبری کا دعویٰ اس پر سجے گا، کیونکہ انسانوں میں بس کر اور انسانی زندگی کے ہر گلی کوچہ میں پھر چل کر ہی تو وہ انسانوں کی رہبری کر سکتا، اور آپ اعلیٰ بنکر ہی تو دوسروں پر اثر ڈال سکتا ہے۔

حضرت محمد صاحب کی زندگی واقعی ایک مکمل انسان کی زندگی کا افضل نمونہ تھی، آپ کی سوانح حیات میں کفّار اور مشرکین یعنی غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری کے واقعات اس کثرت سے تاریخ میں بھرے پڑے ہیں، کہ بیان نہیں ہوسکتا، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جب مسلمان کمزور اور مظلومی کی حالت میں تھے، تو غیر مسلموں سے شفقت اور تواضع کو خوف اور مجبوری پر محمول کیا جاسکتا ہے، حالانکہ وہ ذاتِ اقدس اس قسم کی کمزوریوں سے مبرّا تھی، لیکن مَیں اس موقع پر جن واقعات کا حوالہ دُونگا، وہ سب کے سب تقریبًا اس زمانہ کے ہیں، جبکہ اسلام پُوری قوت حاصل کر چکا تھا، حضرت محمد صاحب نہ صرف آسمانی بادشاہت کے مالک تھے، بلکہ دنیاوی اعتبار سے بھی آپ کی حکومت لمحہ بہ لمحہ پھیلتی جاتی تھی۔

حضرت محمد صاحب ابتداء سے انتہاء تک زندگی کے ہر شعبہ میں ایک مکمل انسان کا نمونہ تھے، نہ خوف سے کبھی ان کے برتاؤ میں فرق آیا، نہ قوت کا مظاہرہ کرنے میں آپ کی خدا ترسی، حسنِ سلوک، اور رواداری بدلی، بلکہ جس قدر شوکت و عظمت بڑھتی گئی، ان صفات میں بھی اضافہ ہوتا گیا، آپ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah
جس طرح ظلم سہکر کبھی بددعا نہیں کی، اسی طرح دشمنوں پر قابو پاکر اپنی طاقت نہیں دکھائی۔ صدہا مثالیں موجود ہیں، کہ آپ نے اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیا، جتنی دشمن ایذا پہونچاتے، آپ کی رحمدلی میں اضافہ ہوتا، غزوۂ بدر میں حُباب بن منذر کی رائے سے تمام چشموں اور کنوؤں پر اسلامی فوج نے قبضہ کر لیا تھا،۔۔۔ یہ جنگی کارروائیاں ہیں نئی بات نہیں ہے، آج بھی متمدن سے متمدن حکومتوں کو ایسا کرنا پڑتا ہے ۔۔۔ لیکن حضرت محمد صاحب کی شان دیکھیئے، آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ کی نعمتوں سے کوئی محروم رہے، آپ نے فرمایا کہ پانی آزاد ہے، کوئی روک ٹوک نہیں۔

جُود و سخا اور مہمان نوازی میں آپ کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی کسی کا سوال ردّ نہیں کیا، اور مہمان کیسا ہی کافر کیوں نہ ہوتا، آپ بڑی محبت سے اس کی خاطر و مدارات فرماتے، ابوذر غفاری حالت کفر میں مدینہ آکر حضرت محمد صاحب کے مہمان ہوئے، اور رات کو چپکے چپکے حضرت کی ساری بکریوں کا دودھ پی گئے، آپ کا سارا کنبہ بھوکا رہا، مگر رسولِ کریم کی پیشانی پر بَل تک نہ آیا،!! ایسے بیسیوں واقعات ہیں، کہ اکثر آپ کو اور آپ کے اہلِ بیت کو مہمانوں کی خاطر پیٹوں پر پتھر باندھکر سونا پڑا، اور نتیجہ اس اخلاقی بلندی کا ہمیشہ یہ نکلا کہ سخت سے سخت کافر بھی نرم ہوگئے، وہ آتے اس خیر مجسّم کو ستانے، اور جاتے کلمہ پڑھکر۔

یہود میں حضرت محمد صاحب کی ذات سے اور آپ کے اسلام سے جس قدر بُغض و عداوت تھی، وہ کہنے کی بات نہیں، لیکن آپ نے ان کی ہر بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیا، ایک مرتبہ ایک یہودی کی میّت آپ کے پاس سے گذری، آپ کھڑے ہوگئے، اور افسوس کیا، مریضوں کی عیادت آپ اپنا فرض سمجھتے تھے، خواہ وہ مسلمان ہوتا یا کافر، مدینہ منوّرہ میں ایک یہودی کا لڑکا بیمار ہوُا، آپ کو خبر ہوئی، تو آپ اس کی مزاج پُرسی کو تشریف لے گئے، اُسے دوا بھی بتائی، اور تسکین بھی دی، سچ ہے، بارانِ رحمت کے لئے جگہ کی قید نہیں، وہ ہر جگہ برستی ہے۔

بنی اسرائیل ہمیشہ سے مالدار اور لین دین کا پیشہ کرتے چلے آئے ہیں، مسلمانوں کو بھی جب روپیہ کی ضرورت ہوتی، انہی سے لینا پڑتا، ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ کسی یہودی ساہوکار کا آپ پر کچھ قرضہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واجب تھا، اس قوم کی سخت گیری، اور تشدد مشہور ہے، ابھی وعدہ کی مدت میں تین دن باقی تھے، کہ یہودی نے تقاضا کیا، اور صرف تقاضا ہی نہیں، بلکہ پاجی پنے پر اُتر آیا، آپ کی چادر چھین لی، زبان درازی بھی کی، حضرت عمرؓ کو اس کی یہ حرکت بُری معلوم ہوئی، طیش آگیا، لیکن حضرت محمد صاحب نے فرمایا "عُمر یہ طریقہ اچھا نہیں۔ بہتر یہ تھا کہ تم مجھے قرضہ ادا کرنے اور اُسے انسانیت کے ساتھ تقاضا کی ہدایت کرتے" پھر آپ نے یہودی کا تمام قرضہ کمال اخلاق اور شیریں کلامی کے ساتھ ادا کر دیا، آپ کی انصاف پسندی کو دیکھکر یہودی کی آنکھیں کھل گئیں، آیا تھا قرضہ وصول کرنے مگر یہاں خود ہی ان کے ہاتھ بِک گیا۔

کبھی آپ نے غیروں کے مقابلہ میں اپنوں کی ناواجب طرفداری نہیں کی، ہمیشہ انصاف کیا، حُسن معاملہ اور عہد کی پاسداری پر قائم رہے، کفّار مکہّ یا یہود کے ساتھ کوئی سلوک ایسا نہیں فرمایا جو دشمن سے دشمن تک کی گردن نیچی نہ کر دیتا۔ صلح حدیبیہ ہو رہی تھی، عین اس وقت ابوجندل جنہیں کفّار مکہّ نے قید کر رکھا تھا، پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آئے، اور سب کے سامنے گر پڑے، مارپیٹ کے نشان ان کے بدن پر موجود تھے، انہوں نے اپنے زخم دکھا کر کہا "مسلمان بھائیو! مَیں مسلمان ہو چکا ہوں، کیا پھر مجھے کافروں کے قبضہ میں دیتے ہو" اسلام کے چودہ سو جاں نثاروں کی موجودگی میں ایک تازہ مسلمان کی یہ درگت عربی خون کو گرمانے کے لئے کیا کم تھی؟ لشکر میں ایک جوش پیدا ہو گیا حضرت عمر سے ضبط نہ ہو سکا، حضرت محمد صاحب کی خدمت میں پہونچے، عرض کیا "یا رسول اللہ! کیا آپ سچے پیغمبر نہیں ہیں؟" فرمایا "ہاں ہُوں"۔ حضرت عمر نے پھر کہا "کیا ہم حق پر نہیں؟" ارشاد ہوا "ہم حق پر ہیں" حضرت عمر بولے "پھر کیوں ہم دین میں یہ ذلّت گوارا کریں"۔ فرمایا "مَیں خدا کا پیغمبر ہوں خدا کے احکام سے روگردانی نہیں کر سکتا"۔ ساتھ ہی ابوجندل کو ان الفاظ میں تسکین دی "اے ابوجندل صبر و ضبط سے کام لو۔ خدا تمہارے اور دیگر مظلوموں کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا، صلح ہو چکی ہے، اب ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے"[1] دیکھا آپ نے، حضرت محمد صاحب اپنے

[1]۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں کفّارِ مکہّ کی طرف سے ایک شرط یہ پیش کی گئی تھی، کہ اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو کر بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشمنوں سے بھی عہد کا احترام کرتے تھے۔

یہود کا زور ٹوٹ چکا تھا، اور مسلمان دن دُونی رات چوگنی ترقی کر رہے تھے، کہ ایک یہودی دربارِ رسالت میں حاضر ہوُا، اور شکایت کی کہ ایک مسلمان نے تھپڑ مارا ہے، اُسی وقت آپ نے اُس مسلمان کو بُلایا اور سرزنش فرمائی، یہ تھا انصاف، اور یہ تھی دنیا کے مکمل ترین انسان کی شانِ معدلت، اگر آج دنیا کی اس عظیم الشان ہستی کو اپنا سچا راہ نما سمجھ لیا جائے، اور صرف معاملات ہی کے متعلق اس کی تعلیم پر عمل شروع کر دیا جائے، اور اس نے جو غیروں کے ساتھ اپنایت کے سلوک کرنے سکھائے ہیں، اُنہیں ہٹ دھرمی سے نہ ٹھکرایا جائے، تو فرقہ دارانہ فسادات اور مذہب کے نام پر تمام جھگڑے خود بخود مٹ جاتے ہیں۔

تعلیم محمدی کا پہلا سبق ہر قوم اور ہر فرقہ کے بزرگوں کا احترام ہے، عقائد کے لحاظ سے جتنا یہ مسئلہ نازک ہے، اتنا ہی نفسیاتی پہلو سے سنگین۔ اس پر فلسفیانہ بحث کا تو وقت نہیں، مگر اتنا سمجھ لینا چاہیئے، کہ فیصدی نوّے ہنگاموں کی بنیاد یہی ہوتی ہے، کہ لوگ ایک دوسرے کے جذباتِ عقیدت کا احترام نہیں کرتے، ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے پیشواؤں میں طرح طرح کے عیب نکالتا ہے، ہر گروہ اس پر اَڑا ہوُا ہے، کہ ہمارے سوا باقی سب خدا کے دروازہ سے دھتکارے ہوئے ہیں، بھلا ذہنیت کی ایسی بنجر زمین میں سچائی اور محبت پھل پھول سکتی ہے؟ ان جاہلانہ اور مفسدانہ خیالات کو درست کرنے کے لئے حضرت محمد صاحب نے یہ اعلان فرمایا، کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے، جس میں ہادی نہ بھیجا گیا ہو، یعنی زمین کے ہر خطہ پر نبی آئے ہیں، رسُولِ عربی کے اس اعلان سے دو مطلب تھے، ایک تو یہ کہ ہر انسان ــــ مشرق کا ہو یا مغرب کا ــــ ایک خدا کی مخلوق ہے،

بقیہ حاشیہ صـــ ۲۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئیگا، تو اُسے مکہ واپس بھیجدیا جائیگا، حضور علیہ السّلام نے صرف صلح و امن کی خاطر یہ سراسر غیر منصفانہ شرط بھی قبول فرمالی، اور گو اس کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہونچا، کیونکہ کفار نو مسلموں کو واپس مکہ پہنچنے پر تکلیفیں دیتے تھے، تاہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو آخر تک نبھایا، فاضل مضمون نگار کا یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (مرتب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب کو ایک قانون کے تحت میں رہنا چاہیئے، دوسرے یہ کہ کسی جدید قانون کا سمجھنا اسی وقت آسان ہُوا کرتا ہے، جب لوگ آئین والے ہوں، یہ بحث بھی کس قدر باریک ہے؟ اچھا جانے دیجئے، بہرحال حضرت محمد صاحب کے اس اعلان نے اختلافات کے بہت سے دروازے بند کر دیئے، اور وہ منافرت جو ہدایت کے لئے مضر ہے، دور ہو گئی۔

ایک یہی مصالحانہ اعلان نہیں، بلکہ حضرت محمد صاحب نے ہر اُس چیز کا سدّباب کیا، جس سے صلح و آشتی میں خلل کا اندیشہ تھا، جو قومیں کہتی تھیں، کہ نجات صرف ہمارا ہی حصّہ ہے، انہیں بہ آوازِ بلند سُنا دیا کہ مسلمان ہو یا یہودی، عیسائی ہو یا ستارہ پرست، کوئی سہی، جو خدا اور آخرت پر ایمان لائے، اور نیک عمل کرے، وہ نجات پائے گا، کافروں تک سے کہہ دیا، کہ تمہارا دین تمہارے لئے، اور ہمارا دین ہمارے لئے، شرک سے اسلام سخت بیزار ہے، مگر حکم فرمایا کہ ان کے بتوں کو بُرا نہ کہو، کہ وہ اُلٹ کر تمہارے خدا کو بُرا کہیں گے، یہودیوں کے معبدوں، عیسائیوں کے گرجاؤں، اور غیر مسلموں کے مندروں کی اسی طرح حفاظت کرو جیسی اپنی مسجدوں کی کرتے ہو، رواداری کی انتہا یہ ہے، کہ عیسائیوں کا جب ایک وفد حضرت محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا، تو مسجدِ نبوی میں اُتارا گیا، اس سے بڑھکر سنیئے، ان کی عبادت کا وقت آیا، تو نصرانی طریقہ پر انہیں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی، اس شان کی رواداری آسانی سے اور کہیں نظر آتی ہے؟

حلم اور بُردباری میں بھی آپ کامل تھے، بڑی سے بڑی خطا پر آپ کو غصّہ نہیں آتا تھا، لکھا ہے، کہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک گنوار مسجد کے فرش پر پیشاب کرنے بیٹھ گیا، لوگ دوڑے، اور اس بیوقوف کے ساتھ سختی سے پیش آنے لگے، لیکن آپ نے روک دیا، اور فرمایا کہ رفع ضرورت کر لینے دو، ایسا نہ ہو کہ پیشاب روکنے سے وہ غریب بیمار ہو جائے، جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے نہایت نرمی سے سمجھایا، کہ مسجد پیشاب گاہ نہیں، جائے عبادت ہے۔

آج دُنیا جس چیز کو تہذیب اور ترقی کی معراج خیال کرتی ہے، وہ مساوات ہے، ہندوستان کی موجودہ جدوجہد کا منتہا بھی مساوات سمجھی جاتی ہے، لیکن حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری کو اُٹھاکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا، کہ آپ نے کسی اَور سے کم اپنے دَور میں انسانی مساوات کا سبق نہیں دیا۔ وہ فطرتًا انسانی مساوات کے بڑے حامی تھے، چنانچہ جب حضرت خدیجہ سے آپ کی شادی ہوئی، تو حضرت خدیجہ کے پاس زید نامی ایک غلام تھا، آپ کی آنکھیں ایک انسان کو غلامی کی حالت میں کب دیکھ سکتی تھیں، آپؐ نے اپنی بیوی سے زید کو مانگ لیا، اور آزاد کر دیا، اور اسی پر بس نہیں کی، بلکہ اپنے خاندان کی ایک لڑکی سے اس کی شادی بھی کر دی۔ اس سے بڑھکر مساوات کی مثال کیا پیش کی جا سکتی ہے؟

آپ کبھی کسی کی دل شکنی نہیں چاہتے تھے، جب مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہونچے، تو ہر انصاری کی یہ خواہش تھی، کہ آپ ان کے ہاں تشریف فرما ہوں، آپ کو یہ خیال پیدا ہؤا، کہ اگر کسی ایک شخص کو ترجیح دی، تو ممکن ہے، دوسرے کی دل شکنی کا باعث ہو، لہٰذا آپ نے فرمایا، کہ بجائے اس کے کہ مَیں خود کسی صاحب کا مکان اپنے ٹھہرنے کے لئے تجویز کروں، مَیں اپنی اونٹنی کی مُہار چھوڑ دیتا ہوں، جس مکان پر وہ ٹھہر جاوےگی، وہیں قیام کروں گا، یہ سعادت اگرچہ صرف ایک انصاری ـــ حضرت ایّوب ـــ کو نصیب ہوئی، مگر کسی کو شکایت کا موقع نہ ملا۔

مختصر یہ کہ حضرت محمد صاحب نے اپنی پاک تعلیم میں آپ نمونہ بن کر رواداری، حسن سلوک، اور تالیف قلوب کے ایسے زرّیں اصول بتائے، بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دکھایا، کہ اگر ان سے سبق لیا جائے، تو دنیا راحت کدہ ہی راحت کدہ ہے۔

اس باکمال شخصیّت پر جس قدر ناز کیا جائے کم ہے، یہ سیرت کسی خاص ملک یا قوم کی ملکیت نہیں، بلکہ تمام دنیا کی مشترک دولت ہے، دُنیا میں وہ پہلا شخص کون ہے، جس نے شراب حرام کی؟ جواب ملے گا، محمد صاحب، دُنیا میں وہ پہلا حاکم کون ہے، جس نے سود کھانا منع کیا؟ جواب ملے گا، محمدؐ صاحب، دُنیا میں وہ سچا بہادر کون ہے جس نے مذہب کو پجاریوں کے ہاتھ سے نکال کر عوام کی گود میں لا ڈالا؟ جواب ملے گا، محمد صاحب، جس نے عورتوں کے حقوق کی حمایت کی، یتیموں کو ظلم و ستم سے بچایا، غلامی کی زنجیر توڑ ڈالی، جو غریبوں اور محتاجوں کا یار و مددگار تھا، اور ایک خدا کے لئے اپنی ساری قوم کے معبودوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے لڑا، وہ کون تھا؟ جواب میں اُسی عرب کے اُمّی کا نام لینا پڑے گا۔

آج ایک ملک دوسرے ملک سے لڑنے کے لئے روپے کا محتاج ہے، اور روپیہ سود کی خاطر قرض دیا جاتا ہے، اگر سُود کا لین دین بند ہو جائے، اور روپیہ قرض نہ ملے۔ تو لڑائی کیسے ہو؟ محمدؐ صاحب کا اسلام دُنیا میں امن و اتحاد کا پیغام لایا ہے، نہ کہ جنگ اور خونریزی کا۔

ایسے کم علم اور کم فہم لوگ بھی ہیں۔ جو کبھی کبھی اس بلند تر مقدس ہستی اور اسلام کے متعلق بے جا نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں، لیکن اوّل تو ایسے لوگ قابل اعتبار نہیں، دوسرے یہ صرف بعض کُند ذہنیتوں کا نتیجہ ہے، اس سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے، کہ دراصل پیغمبرِ اسلام میں کوئی کمزوری، یا ان کی تلقین میں کسی قسم کا ضعف ہے، حقیقت یہ ہے، کہ اسلام کا ـــــ جیسا کہ دیگر مذاہب کا ـــــ صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے نظر ادب اور مطالعہ کی ضرورت ہے۔ مذہب جائے رفتن ہے، سب مذہب کی رُوح ایک ہے، وہی اسلام ہے، وہی دھرم ہے، خدا ہم سب کو توفیق دے کہ ہم محمد صاحب کو صرف مسلمانوں ہی کا ہادی نہیں، بلکہ تمام بنی نوع انسان کا ایک رہنما، اعلیٰ سمجھیں، ان کے پیغام پر غور کریں، اور اس پر سچے دل سے کاربند ہوں، تاکہ رواداری اور مساوات کا قانون رائج ہو کر دُنیا امن و اماں کا گہوارہ بن جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور عیسائیت کی اخلاقی تعلیم کا مقابلہ

(از افاضات سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ (نحل - ۱۳)

یقیناً اللہ حکم دیتا ہے عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کا، اور روکتا ہے بےحیائی سے، اور ایسی بات سے جسے لوگ ناپسند کریں، اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں وعظ کرتا ہے، تا تم نصیحت حاصل کرو۔

اس آیت سے پہلی آیت میں یہ دعویٰ کیا تھا۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ الآیہ

اور ہم نے اتاری ہے تم پر کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو،

اس دعویٰ کے ثبوت میں فرمایا، اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ الآیہ۔ اور یہ اکیلی ایک آیت ہی قرآن مجید کے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہونے کی کافی دلیل بن سکتی ہے۔

دُنیا میں ہر ایک چیز کے لئے ایک اثبات کا پہلو ہوتا ہے، اور دوسرا نفی کا۔ اور کوئی چیز مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے دونوں پہلو نہ مانے جائیں۔ یعنی جن چیزوں کا اس کی تکمیل کے لئے موجود ہونا ضروری ہے وہ اس میں پائی جائیں، اور جن چیزوں سے اس کی ذات میں نقص پیدا ہوتا ہے، ان سے وہ پاک ہو۔ پس کامل تعلیم کے لئے پہلی ضروری چیز یہ ہے کہ وہ ان باتوں کے کرنے کا حکم دے، جن سے رُوحانیت اپنے کمال کو پہونچ سکتی ہے، اور ان باتوں سے روکے جو اس کمال کو زائل کرنے والی ہوں۔ اور دوسری ضروری چیز کامل تعلیم کے لئے یہ ہے، کہ وہ ایسے قانون میں جو ایک شخص سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ بہتوں سے تعلق رکھتا ہے، مختلف طبائع کا لحاظ رکھے، اور وہ بات بیان کرے جو سب کے لئے یکساں قابلِ عمل ہو۔ اور تیسری ضروری چیز کامل تعلیم کے لئے یہ ہے، کہ اس میں ایسی صورت اور ایسے رنگ میں تعلیم کو پیش کیا جائے، کہ وہ قابلِ عمل ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرزمینِ عرب میں مسیحی تبلیغی سرگرمیاں

(از سر آرنلڈ وِلسن)

[ذیل میں ہم سرزمینِ عرب میں مسیحیت کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق سر آرنلڈ وِلسن (Sir Arnold Wilson) کے اس مضمون کا ترجمہ نذرِ ناظرین کرتے ہیں، جو مشہور انگریزی رسالہ "انیسویں صدی" (Nineteenth Century) کی گزشتہ اشاعت میں زیرِ عنوان "عرب میں امریکن مشن" شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار برٹش پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، اور انہیں قریبًا بیس برس تک امریکن پروٹسٹنٹ مشن کی اس سرزمین میں تبلیغی سرگرمیوں کے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے، مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوگا، کہ کس طرح خود اسلام کے گھر میں تعلیمی اور طبّی انتظام کے پردہ میں یسوعی دسیسہ کاریاں شروع ہو چکی ہیں، کس طرح اس مقدس سرزمین میں جہاں یہود و نصاریٰ کی عام رہائش کو بھی ممنوع قرار دیا گیا تھا، عیسائی اپنے مشن کھول کر گرجے تعمیر کر رہے ہیں، اور کس طرح حکومت کے افسروں کو آمادہ کیا جاتا ہے، کہ وہ امریکن مشن کی تبلیغی سرگرمیوں میں امداد کریں :۔ (ایڈیٹر)]

ایشیاء میں مسیحیت کے لئے امریکہ کی تبلیغی سرگرمیاں بھی ویسی ہی وسیع اور دُور رس ہیں، جیسی برطانیہ کی، ان کی راہ میں بھی وہی مشکلات ہیں، ویسی ہی نکتہ چینی اُن پر ہوتی ہے، اور اُنکے زیرِ اثر لوگوں میں ان کی بے لوثی اور ایثار نفسی کا ویسا ہی احساس پایا جاتا ہے۔ مجھے امریکن پروٹسٹنٹ مشن کی ان تبلیغی سرگرمیوں کو جو وُہ سرزمینِ عرب میں کر رہے ہیں، قریبًا بیس برس تک بہت قریب سے مشاہدہ کرنیکا موقعہ ملا ہے، اور اب جبکہ آئندہ سال یہ مشن اس سرزمین میں اپنے داخلہ کی جوبلی منانے والا ہے، مَیں محسوس کرتا ہوں، کہ اس کے آغاز و ارتقاء اور اس کے کارہائے نمایاں کو قلمبند کر دوں۔

گو ہم (James cantine) جیمس کینٹائن کو جس کا تعلق (New Brunswick)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیو برنسوک کے پروٹسٹنٹ مدرسہ دینیات سے تھا، اس مشن کا بانی تو نہیں کہہ سکتے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں، کہ اس راہ کو ہموار کرنے میں اُسے اوّلیّت ضرور حاصل ہے، اس کے بعد سب سے پہلے ایک فاضل انگریز (St. Henry Martyn) سینٹ ہنری مارٹن بائیبل کے عربی ترجمہ کے سلسلہ میں ۱۸۱۱ء میں مسقط گیا تھا، ایسا ہی ۱۸۸۵ء میں ایک اور انگریز Ian Keith Falconer) آئن کیتھ فالکونر نے عدن کے قریب "شیخ التمان" میں ایک مشن کی بنیاد ڈالی، لیکن عدن کے علاقہ زیر حمایت میں اُسے کام کرتے ابھی پورا ایک سال بھی نہیں ہوا تھا، کہ ۱۸۸۷ء میں اس کی وفات ہوگئی، اس وقت تک اسلام مسیحیت کے حق میں ویسا ہی غیر روادار تھا، جیسا کبھی بھی زمانۂ ماضی میں رہا ہو، عرب جن کے ہاتھ میں اسلام کے اہم ترین مقدس مقامات ہیں، اُسے شُبہ کی نظر سے دیکھنے لگے، اور اس سے مجتنب اور دُور دُور رہے، کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ اسلام ہر جگہ مسیحی طاقتوں سے دست بگریبان ہے، اور ہر جگہ زمین اس کے پاؤں تلے سے نکل رہی ہے،

کینٹائن سب سے پہلے زبان کی تحصیل کے لئے بیروت گیا، ۱۸۹۰ء میں یہ ڈاکٹر زویمر کے ساتھ عدن پہونچا، وہاں اس کی ملاقات بوڑھے انگریز منّاد (Valpy Franck) ویلپی فرانک سے ہوئی، جو اس سے اگلے سال مئی ۱۸۹۱ء میں فوت ہوا، اس وسیع علاقہ کے ابتدائی مطالعہ کے بعد جسے یہ لوگ مسیحی بنانا چاہتے تھے، انہوں نے ۱۸۹۲ء میں بصرہ، ۱۸۹۳ء میں بحرین، ۱۸۹۴ء میں مسقط، اور ۱۸۹۵ء میں عمارہ میں اپنا مستقر بنا لیا، یہ کچھ تعجب زا بات نہیں، کہ انہیں مخالفت سے دوچار ہونا پڑا، اور اسی طرح یہ بھی غیر متوقع نہ تھا، کہ سالوں کے ابتدائی عشروں میں انہیں بہت کم کامیابی حاصل ہوئی، اور یوں بھی میکانیکی اختراعات کے علاوہ دوسری چیزوں کی رفتار ترقی کا اندازہ تقویمی سالوں میں نہیں بلکہ نسلوں کی اصطلاح میں کرنا چاہیئے۔

۱۸۹۵ء میں ڈاکٹر وُرل (Dr. Worrell) طبّی کارکن کی حیثیت سے مستقل طور پر بصرہ گیا، اس کی بیوی جو خود بھی ایک اچھی ڈاکٹر تھی، اس کے ہمراہ تھی، ۱۸۹۷ء میں ان آزاد شدہ غلاموں کے لئے جنہیں افریقہ کے غلاموں کی تجارت میں کام آنیوالے جہازوں سے برطانوی جنگی جہازوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے چھڑایا تھا، مسقط میں ایک سکول جاری کیا، اور یہیں انہوں نے عربی میں سب سے پہلے تبلیغی چو صفحے طبع کئے، ۱۹۰۲ء میں طبی کام بحرین کے (Mason Memorial Hospital) میسن میموریل ہسپتال کی مستقل عمارت میں، جو لڑکوں اور لڑکیوں کے پہلے سے قائم شدہ سکول کے پاس تھی، شروع کیا گیا، اس زمانہ میں بہت موتا موتی لگ رہی تھی، لیکن ان مردوں اور عورتوں کی کمی نہ تھی، جو وفات شدگان کی جگہ لینے کے لئے آجاتے تھے، ۱۹۰۶ء میں جب میں پہلی دفعہ خلیج فارس میں گیا، تو اس وقت تک امریکن مشن ایک ادارہ کی حیثیت سے مستقل بنیادوں پر قائم ہو چکا تھا، میرے افسر بالا (Lt. Colonel Cox) لفٹیننٹ کرنل کاکس جو بعد میں (Sir Percy) سر پرسی کہلائے، اور جو جنوبی ایران کے قونصل جنرل اور عربی ساحل کے پولیٹکل ریزیڈنٹ انچارج تھے، ذاتی طور پر ڈاکٹر زویمر اور کینٹائن کو جانتے تھے، انہوں نے ان دونوں کی بہت خاطر و مدارات کی، عربی کے ایک اعلیٰ فاضل کی حیثیت سے وہ ان کے تبحر کے قائل اور بلند و برتر اصولوں کے علمبردار ہونے کے لحاظ سے ان کی اس مضبوطی اور قدرت کے مداح تھے، جس سے وہ اپنے عقائد کو زندہ اور برقرار رکھے ہوئے تھے، مسقط، بحرین، اور کویت میں سر پرسی کے ماتحتوں اور بصرہ میں ان کے شرکاء کار کو آمادہ کیا جاتا تھا، کہ وہ امریکن مشن کی تبلیغی سرگرمیوں میں مناسب امداد دیں، اور عرب سرداروں کی ان شکایات کو دبا دیا جاتا تھا، جو وہ ان مشنریوں کی مذہبی عقائد کو تہ و بالا کر دینے والی سرگرمیوں کے خلاف کرتے تھے جو یوں معلوم ہوتا تھا، کہ جمہور کے عقائد کو درہم برہم کر دینے پر اسی طرح تلے ہوئے ہیں، جس طرح قریباً انیس سو سال قبل (Ephesus) افیسس میں ہوا تھا[1]

۱۹۰۹ء میں مطرہ میں، جو مسقط سے قریب ہی ہے، طبی کام شروع کیا گیا، ۱۹۱۷ء میں عرب

---

[1] پولوس رسول دو سال تک افیسس میں خود وہاں کے باشندوں اور Diana ڈائنہ کے مشہور میلہ کے جاتریوں میں مسیحیت کی منادی کرتا رہا تھا جس پر سخت ہنگامہ برپا ہو گیا، اور آخر پولوس کو وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ پولوس رسول کا ایک خط باشندگان افیسس کے نام بھی ہے۔ (مترجم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایران کے لوگ بھی انفلوئنزا کی شدید وباء میں مبتلا ہو گئے، ابن سعود نے جو عرب حکمرانوں میں سب سے زیادہ روشن خیال ہیں، بحرین سے امریکن ڈاکٹر بلوا بھیجا، جس پر فوراً ایک ڈاکٹر بھجوایا گیا، اور اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہو گیا، ایسا ہی بصرہ سے بحرین کے راستہ ہندوستان تک ہوائی آمد رفت کے انتظام سے غار نگرانہ ساحل تک (جیسا کہ مسقط اور حصٰی کے طویل ساحلی خطہ کو مدت مدید سے بجا طور پر کہا جاتا ہے) آمد و رفت کے امکانات اور بھی زیادہ ہو گئے، ایک امریکن کمپنی کے اس انکشاف نے کہ اس جگہ پٹرول کے چشمے اور فواری کنویں پائے جاتے ہیں، اب اس جزیرہ کی حالت کو بدل دیا ہے، جس کا قرنوں سے تمامتر انحصار موتی نکالنے، اور برّ اعظم کے ساتھ دوسروں کی مرضی پر منحصر غیر مستقل تجارت پر تھا، اس چیز نے امریکن مشن کے لئے جدید مواقع اور نئی ذمہ واریاں پیدا کر دیں۔

سنہ ۱۹۱۰ء میں طبّی کام کُویت میں شروع کیا گیا، ہم شیخ مبارک، شیخ خزل محیمری، اور نقیب بصرہ (جس کے لڑکے کی حالت گردوں میں رسولی کی وجہ سے بمبئی کے ہسپتال میں مایوس کن ہو گئی تھی، اور ڈاکٹر بونٹ نے کامیاب علاج کیا تھا) کی ان عنایات کے سپاس گزار ہیں، جو انہوں نے امریکن مشن پر کیں۔

چونکہ کُویت نے ٹرکی کے ربقۂ تسلّط سے آزادی غیر ملکیوں کو دُور دُور رکھکر حاصل کی تھی، اس لئے مشن والوں کو اس مقامی تعصب کا دیر تک مقابلہ کرنا پڑا، لیکن آخر کار سنہ ۱۹۱۳ء میں وہاں ایک سکول کی بنیاد ڈال دی گئی، اور اس کے بعد جلد ہی ایک مستقل ہسپتال قائم ہو گیا۔

جب جنگِ عظیم شروع ہوئی، ابن سعود نے جو اپنی فوجوں کو لیکر کُویت سے قریب ہی ڈیرے ڈالے ہوئے تھا، (Dr. C. S. G. Mylrea) ڈاکٹر مائلریا سے، (جو اب سنہ ۱۹۳۸ء میں بھی کُویت ہی میں مقیم ہیں، اور جنہیں بے مثال حیثیت حاصل ہے) طبّی امداد طلب کی، جو پیش کی گئی، اگلے سال شیخ مبارک فوت ہو گئے، جس کا افسوس ہر اس یورپین کو ہوا، جو ان کا شناسا تھا۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس اس وجود کو ہوا جو گو عمر میں شیخ سے کمتر تھا، لیکن رتبہ میں ان سے فروتر نہ تھا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جن کی اس نے مصائب کے وقت میں دستگیری کی تھی، یعنی جلالۃ الملک ابن سعود۔ جنگ کے شعلے کویت کے دروازوں تک پہونچ گئے تھے، ہسپتال زخمیوں سے بھرا ہوا تھا، اس کی قدر و قیمت اور اس کے کارکنوں کی بے لوث خدمات کا سب کو اعتراف تھا، ایسی حالت میں نوجوان احمد کو جو اپنے باپ کی وفات کے بعد کویت کا شیخ بنا، تحریک کی گئی، کہ مسٹر کولورلے (Mr. Calverley) اس کی بیوی اور ڈاکٹر مائلریا سے جہاں تک ممکن ہے، امریکن مشن کے حالات دریافت کرے۔

۱۹۳۱ء میں کویت میں ایک گرجا بنایا گیا، جس میں بحرین کی طرح حاضری بہت کافی ہوتی تھی باوجود اس کے جو اس مشن کے اچھے نتائج پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے، مالی ذرائع کی کمی کی وجہ سے کویت میں تعلیم کو جاری نہ رکھا جا سکا۔

اب بصرہ کا حال سُنئے، جب نومبر ۱۹۱۴ء میں برطانیہ کی مہمی فوجیں شہر میں داخل ہوئیں، تو انہوں نے امریکن (Lansing Memorial Hospital) لانسنگ میموریل ہاسپٹل کو ترکی زخمیوں سے بھر پور پایا، ڈاکٹر فانس (Dr Vaness) اور اس کی بیوی مشن کے انچارج تھے، مقامی حالات کے متعلق ان کی وسیع معلومات کی بہت مانگ تھی، انگریزی فوج کو عراقی عربی کی ابتدائی گریمر کی سخت ضرورت تھی، ڈاکٹر فانس نے محققانہ صحت اور غیر محققانہ عجلت سے بہت جلد ایک ایسی کتاب تیار کر دی، لیکن اس کے ساتھ مقامی الفاظ کے ایک فرہنگ کی بھی ضرورت تھی، ڈاکٹر مذکور نے اُسے بھی بہت جلد تیار کر دیا، اس کے بعد انہوں نے ثانوی عربی گریمر کی کتاب لکھی، جو اب تک عراق کی مسلّمہ درسی کتاب سمجھی جاتی ہے۔

اسی زمانہ میں جنگ کی وجہ سے (Typhus)[1] ٹائیفس کی بیماری بھی پھیل گئی، جو ڈاکٹر بونٹ (Bonnett) اور اس کی بیوی کو اُن ترکی قیدیوں سے لگ گئی، جن کی وہ تیمارداری کر رہے تھے، ڈاکٹر بونٹ کی بیوی اس مرض کا شکار ہو گئی، برطانوی افسروں کی ایک جمعیت اور عام لوگوں کے جمِ غفیر نے جن میں راقم الحروف بھی تھا، میت کو کندھا دیا، چونکہ (Maude Memorial)

لہ۔ ٹائیفس ایک قسم کا بخار ہے جس میں ارغوانی رنگ کے دانے نکلتے ہیں، مریض بیحد ضعیف ہو جاتا ہے اور اُسی طرح ہذیانی بھی ہوتا ہے (مترجم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماڈ میموریل ہسپتال بصرہ کی ضروریات کے لئے کافی تھا، اس لئے جنگ کے بعد لانسنگ میموریل ہسپتال کو عمارہ میں منتقل کر دیا گیا، لیکن مشن سکول بصرہ ہی میں رہا، اور چونکہ بیروت، ایران، اور دوسری جگہوں کی طرح بصرہ میں بھی ماں باپ کو، خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی، اپنے بچے مشن سکولوں میں بھیجکر اپنے انتخاب پر متأسف ہونے کے کوئی مواقع نہیں تھے، اور مقامی حکومت کو بھی معلوم ہو گیا تھا، کہ بڑے ہو کر ان بچوں پر کامل اعتماد کیا جا سکتا ہے، اس لئے یہ سکول برابر ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔

بہت سے واقعات کو قلم انداز کرتے ہوئے، مختصراً یہ اس مشن کی تاریخ ہے، جس نے پچاس برس تک اس امید پر اچھے مسلمانوں کو بہتر شہری بنانے کی ان تھک کوشش کی ہے، کہ ان میں سے بہترین عنصر قربانیوں کے لئے آمادہ ہو کر یسوع مسیح کا حلقہ بگوش ہو جائیگا، اس مشن کے کام کو اس اندازہ سے نہیں ماپنا چاہیئے، کہ اس نے کتنے افراد کے گلوں میں ربقۂ عیسویت ڈالا، کتنے مریضوں کو شفا دی، اور کتنے بچوں کو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔ یا اس سے بھی کمتر یہ کہ کتنی ہی جانباز زندگیاں ان ملکوں میں ختم کرا دیں، اور بعض اوقات کچھ لوگوں کو قبل از وقت لقمۂ نہنگِ اجل بنا دیا۔ جن کے متعلق ۱۹۰۲ء میں لارڈ کرزن نے اپنے خلیج فارس کے سفر میں کہا تھا، کہ یہ جگہیں "کس درجہ لاینفک طور پر ناگوار اور نفرت آگیں ہیں"

دنیا میں پادریوں اور مبلغوں کے لئے اب بھی بہت جگہ ہے، قربانگاہ کے لئے خادموں، مشن ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹروں، چوراہوں کے لئے منادوں اور سکولوں کے لئے معلموں کی اب بھی ضرورت ہے، جب مَیں ان علاقوں کے متعلق اپنی ذہنی یادداشتوں پر غور کرتا ہوں، تو مجھے اس صداقت کی تصدیق میں کوئی باک نہیں رہتا، کہ پچھلے تیس سالوں میں غیر مذاہب کے متعلق اس مشن کی کوششوں سے عربوں کے نقطہ ہائے نگاہ میں زبردست انقلاب آچکا ہے، تاریخ اخلاق یورپ میں (Lecky) لیکی لکھتا ہے، کہ "مسیح نے اپنی چار سالہ منادانہ زندگی میں نوع انسانی کے اخلاق کو سدھانے میں وہ کچھ کر دیا، کہ تمام فلاسفروں کے طول طویل مقالات اور تقاریر بھی اب تک نہیں کر سکیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح عرب، خلیج فارس اور ایران میں عیسویت نے نصف صدی کے اندر مسلمانوں کے مذہبی نقطۂ نگاہ کو بالکل منقلب کر دیا ہے، مسلمانوں کے نمائندے عیسویت سے اسلام کے اختلافات بیان کرنے کی بجائے دونوں کی مماثلتیں بیان کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں، انکے قوانین مختلف پہلوؤں سے مغربی سانچوں میں ڈھل رہے ہیں، غرض پورے طور پر مغربیّت کا اتباع کیا جا رہا ہے، اور ظاہر ہے، کہ کوئی ملک مغربی اندازِ فکر کی ایک دفعہ عکّاسی کرنے کے بعد پہلے کی طرح نہیں رہ سکتا، وہاں کے باشندوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے، کہ جو کچھ وہ بنا رہے ہیں، اگر وہ چاہتے ہیں، کہ وہ قائم و برقرار رہے، تو جدید بنیادوں میں مشرقی چیزوں کے ساتھ مغربی مصالحوں کا بھرنا بھی ضروری ہے، انکے لئے مسیحی مشن عموماً اور سرزمین عرب میں امریکی مشن خصوصاً زشت و خوبی اور صدق و کذب میں تمیز کے قابل بنانے میں بہت کچھ کر رہا ہے، گو اس میں بھی کوئی شک نہیں، کہ ابھی اس کام کا دسواں حصّہ بھی نہیں ہؤا، جو فی الحقیقت ہونا چاہیئے۔

تبلیغی میدان میں چین اور ایران کی طرح ہندوستان وغیرہ میں بھی برطانوی امریکن اشتراک عمل آجکل مکمل پُر جوش اور مخلصانہ ہے، اس میدان میں دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے جو کچھ امریکہ کر رہا ہے، گو وہ بے صدا اور ہنگامہ پروری کے عناصر سے خالی ہے، اور سیاسی مدبّر اور تاجر اس کی کچھ اہمیّت نہیں سمجھتے، لیکن میرا ایمان ہے، کہ یہ اس وقت بھی باقی رہنے والی چیز ہے، جب دوسرے اثرات کا بہت بڑا حصّہ ضائع ہو چکا ہوگا۔

نقاد، خواہ وہ ڈاکٹروں کی طرح آزاد پیشہ ور ہوں یا تنخواہ دار، مبلغ، پادری ہوں یا غیر پادری اس بات پر قانع نہیں رہ سکتے، کہ بوتے تو چلے جائیں، لیکن جو بویا ہے اسے کاٹیں نہیں، ہم سب خواہ دانا ہوں یا غیر دانا، آزاد ہوں یا غلام، ایک ہی مقصد اور ایک ہی مدعا رکھتے ہیں، کہ ہمارے بعد ہمارے کام باقی رہیں، اور یہی وہ میدان ہے، جس میں دیانتداری سے اپنے کاموں کو سرانجام دیتے ہوئے ہم اپنے اس مقصد کو پا سکتے ہیں :۔

مترجم "ابن عمر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام مشرقی افریقہ میں

(از جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

چھٹی صدی کے آخر میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک ہوئی، اور چالیس سال بعد، یعنی ساتویں صدی کے شروع میں، آپ کو خدا تعالےٰ نے منصب نبوت پر سرفراز فرمایا، اور حضورؐ نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ اسلام ایک عالمگیر پیغام تھا، جو کسی خاص قوم یا ملک کے لوگوں کے لئے مخصوص نہ تھا، بلکہ تمام اقوامِ عالم اور تمام دنیا کے لئے تھا۔ یہ ایک ایسا پیغام تھا، جو رنگ ونسل اور قوم و ملک کی قید وبند کو توڑنے والا، اور ایک عالمگیر مساوات کو قائم کرنے والا تھا۔ خداوند عزّ وجلّ کا یہ منشاء تھا، کہ تمام دنیا اس حیات بخش اور روح افزا پیغام پر کان دھرے، اور اس پر عمل پیرا ہو۔ اپنے اس منشاء کو پورا کرنے کے لئے اس نے خود ہی سب سامان مہیا فرمائے، ورنہ یہ ناممکن تھا، کہ حضرت رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات تک تمام عرب مسلمان ہوجاتا، اور پھر آپ کی وفات کے بعد پچاس سال کے اندر اندر شام، میسوپوٹیمیا مصر وفارس اور شمالی افریقہ میں عَلمِ اسلامی لہرانے لگتا۔ نہ صرف اسی حد تک بلکہ آٹھویں صدی کے شروع میں سپین وغیرہ کے علاقہ جات میں اسلامی اثر اپنی پُوری قوت وشوکت کے ساتھ جا پہونچا۔ گویا ایک صدی کے اندر اندر دنیا کے بہت بڑے حصّے پر اسلام چھا گیا۔ یہ تعلیم اسلام کی کشش اور خداوند تعالےٰ کی خاص تائید تھی، جس سے اس قدر جلد اسلام کا اثر عرب سے نکلکر دُنیا کے دوسرے حصّوں میں جا پہونچا، مذاہب عالم میں یہ خصوصیّت صرف اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے، کہ وہ اس قدر تھوڑے عرصہ میں دُنیا پر چھا گیا، اور اس عرصہ کے اندر اسلام افریقہ کے مشرقی ساحل تک پہونچا۔ اور اندرونِ علاقہ میں جا داخل ہوُا۔

یوں تو زمانۂ قدیم سے عرب کا مشرقی افریقہ سے تجارتی تعلق قائم ہے، مشرقی افریقہ کی دولت یعنی ہاتھی دانت، سونا اور غلام وغیرہ ہمیشہ سے غیر ملکیوں کے لئے کشش کا باعث رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب کا جنوبی حصہ تجارتی لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے، اور اس اہمیت کی وجہ سے عرب کا یہ حصہ تجارت کا بہت بڑا مرکز رہا ہے، اس حصہ کے رہنے والے جہاز رانی اور تجارتی معاملات میں بڑی مہارت رکھتے ہیں، اور سمندری ہواؤں (Monsoon) کے شمال مشرقی اور جنوب مغربی رُخوں کے خوب واقف ہیں، اور مؤرخین تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ عربوں اور ایک دو اور قوموں کے سوا بحر ہند میں کسی اور قوم نے قبل مسیح سمندری ہواؤں کے رُخوں سے فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ غیر ملکیوں اور اہل مغرب کو سمندری ہواؤں کے ان رُخوں کا علم نہ تھا، اور عربوں وغیرہ نے اس راز کو صرف اپنے تک ہی محدود رکھا، تا مشرقی افریقہ کی دولت پر زیادہ سے زیادہ یہی قبضہ کر سکیں، اور انہیں کی تجارت کو فروغ رہے۔ یہ لوگ جب سمندری ہوائیں شمال سے مشرق کی طرف چلتیں، تو اپنے بادبانی جہازوں کو لے کر چل پڑتے، اور دو تین ماہ بعد جب جنوب مغربی ہوائیں چلتیں، تو اپنے جہازوں کو ہاتھی دانت، سونا اور غلاموں سے بھر کر جنوبی عرب کی منڈیوں میں لے آتے، یہ راز اس وقت تک راز ہی رہا، جب تک کہ رومی جہاز ران Hippalus نے ۴۵ء میں بحر ہند کا سفر اختیار نہیں کیا۔ اس کے بعد جب اس رومی جہاز ران نے سمندری ہواؤں کے اس رُخ کو محسوس کیا، تو تمام رومن ایمپائر اور یورپ میں اسے ظاہر کیا گیا، اور اہلِ مغرب نے بھی افریقہ کے مشرقی ساحل کی طرف توجہ کی۔ ورنہ بہت حد تک عرب ہی اس علاقہ کی تجارت پر ایک لمبے عرصہ تک قابض رہے، یہ وہ قدرتی اسباب تھے، جن کی وجہ سے عربوں کی آمد و رفت مشرقی افریقہ کے ساحل تک آسان ہو گئی، لیکن بعد میں پھر ایک ایسا زمانہ آیا، کہ عربوں کی تجارت میں بہت بڑی کمی واقع ہو گئی، اور ان لوگوں نے مشرقی افریقہ جانا کسی حد تک کم دیا۔

لیکن ظہورِ اسلام کے بعد اللہ تعالےٰ نے انہیں از سرِ نو قوت و ہمت بخشی، اور پہلے سے زیادہ تعداد میں عربوں نے مشرقی افریقہ میں آنا شروع کیا۔ اب ان کے پیشِ نظر تجارت کے علاوہ تبلیغ اسلام بھی تھی۔ ان کے علاوہ خلیج فارس سے ملحق ملکوں کے باشندوں نے بھی، جو مسلمان ہو چکے تھے، حسبِ دستور اپنی آمد کو جاری رکھا، اور ساحل کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے جزیروں میں مستقل طور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی تجارتی کوٹھیاں اور آبادیاں قائم کرلیں، اور وہ سمندر کے کنارے کنارے بعض قصبات میں آباد ہو گئے۔ اور اصل باشندے جو سیاہ رنگ کے تھے، اور Bantu نسل سے تھے، ان کی عورتوں سے انہوں نے شادیاں کرنی شروع کر دیں، اور ان سے جو بچے پیدا ہوئے، انہیں (swahilis) سواحیلی کہا جاتا ہے۔ یہ سواحیلی لوگ اصل باشندوں کی نسبت زیادہ سمجھدار اور ہوشیار ہوتے تھے، اور انہیں جہاں عربی زبان سے قدرے واقفیت ہوتی، وہاں وہ ملکی زبان کے بھی خوب ماہر ہوتے تھے، اس لئے یہ لوگ عربوں کو اندرون علاقہ میں لے جانے تھے، دوسرے لفظوں میں اندرون علاقہ میں ابتدائی طور پر تہذیب و تمدن پھیلانے کا موجب سواحیلی لوگ ہی ہیں۔ اس عرصہ میں عربوں اور اہلِ فارس نے پورے طور پر فروغ حاصل کر لیا تھا، اور افریقہ کے مشرقی ساحل سے لیکر نیچے جنوب تک ان کا تسلط قائم ہو چکا تھا۔ یہ تسلط چار یا پانچ سو سال تک رہا، اور آج بھی عربوں اور اہلِ فارس کی تہذیب و تمدن کے اثرات پرانے کھنڈرات، عمارتوں اور اصل باشندوں کے لباس اور ان کی زبان سے ظاہر ہیں۔

اگرچہ تاریخی لحاظ سے یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہونچی، کہ اسلام کے بعد سب سے پہلے کون لوگ آکر افریقہ کے مشرقی ساحل پر آباد ہوئے، اور مستقل طور پر رہائش اختیار کی۔ لیکن اس وقت جو آثار ملتے ہیں، ان سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے، کہ ساتویں صدی عیسوی کے آخر میں عمان سے کچھ لوگ سلیمان اور سعید کی ماتحتی میں اپنے اہل و عیال، رشتہ داروں، اور قبیلہ کے آدمیوں سمیت افریقہ کے مشرقی ساحل پر آکر آباد ہوئے۔ یاد رکھنا چاہیئے، کہ عمان کے لوگ اباضی خیال کے ہیں، جو خوارج کی ایک شاخ ہے۔ اس کے بعد الحصلی (El-Hasa) کے مقام سے ایک گروہ عمانیوں کے بعد آیا، جو سات بھائیوں پر مشتمل تھا، یہ شافعی المذہب سنی تھے، اور ان کے پاس تین جہاز تھے، جب یہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر پہونچے، تو اس وقت ساحلی علاقہ پر حضرت علیؓ کی نسل میں سے چند لوگوں نے اپنا اقتدار قائم کیا ہؤا تھا۔ انہوں نے ان نئے آنے والے سات بھائیوں کو ساحلی علاقہ میں نہ جمنے دیا، اور یہ لوگ مجبوراً اندرون علاقہ میں چلے گئے، جہاں انہوں نے ملکی باشندوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں ان تینوں باتوں کو جمع کیا ہے۔ دیکھو کتنی چھوٹی سی آیت ہے مگر اس میں تکمیل کے دونوں پہلو (یعنی نفی واثبات) کس خوبی اور خوش اسلوبی سے پورے کئے گئے ہیں۔ تین باتوں یعنی عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے کرنے کا حکم دیا، اور تین ہی باتوں یعنی فحشاء، مُنکَر اور بغی سے روکا ہے۔

عدل کے معنے برابر کے ہوتے ہیں۔ یعنی انسان دوسرے سے ایسا سلوک یا معاملہ کرے جو اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے، تو وہ اتنا ہی بدلہ لے سکتا ہے، مگر اُسے زیادتی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر اس پر احسان کیا جاتا ہے، تو اس کے بدلے میں کمی نہ کرے۔ گویا تکلیف اور سختی کی سزا ویسی ہی دی جاسکتی ہے، اور نیک سلوک کے بدلہ میں کم از کم اتنا سلوک ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ عدل ہے، اور اخلاق اور رُوحانیت کی پہلی سیڑھی۔

عدل کا تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ بھی ہے، اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ عدل کا یہ مطلب ہے، کہ اس کا حق کسی غیر اللہ کو نہ دیا جائے، کیونکہ یہ ظلم ہے، اور عدل کے خلاف۔ خدا کا بیٹا یا بیوی یا شریک قرار دینا عدل نہیں، بلکہ ظلم ہے۔ کیونکہ ظلم اسی کو کہتے ہیں کہ ایک کا حق کسی اور کے سپرد کر دیا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے صفات کو اپنی طرف منسوب کر لینا بھی عدل کے خلاف ہے۔ مثلاً شریعت کا بنانا اور الہام الٰہی کا بھیجنا خدا تعالےٰ کا کام ہے، اب اگر کوئی شخص خود بھی شریعت بنانے کا مدعی بن بیٹھے، تو وہ عدل کو توڑتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالےٰ کے ساتھ عدل کرے، تو شرک، کفر اور نافرمانی وغیرہ سب مٹ جائیں۔

عدل سے بڑھکر دوسرا درجہ احسان بتایا ہے، احسان کا مفہوم یہ ہے کہ یہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ دوسرا ہم سے کیا سلوک کرتا ہے، بلکہ اگر وہ بُرا سلوک کرتا ہے، تب بھی ہم اس کے ساتھ اچھا ہی سلوک کریں۔ یہ مقام بڑا ہے۔ اور عفو، درگزر، غرباء کی مدد، صدقہ وخیرات اور قومی خدمات وغیرہ سب نیکیاں اس میں شامل ہیں۔ علوم کی ترقی و تدوین کی مساعی بھی اسی کے اندر آجائیں گی، کیونکہ ان کا نتیجہ دُنیا میں اپنوں اور بیگانوں کو جسمانی و رُوحانی فائدہ و آرام پہونچاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی افریقن لوگوں کے ساتھ رہنا شروع کر دیا، اور افریقن عورتوں سے شادیاں بھی کر لیں۔

ان کے بعد حسن بن علی مع اپنے چھ بیٹوں کے مشرقی افریقہ میں پہونچا۔ بعض لوگ کہتے ہیں، کہ حسن بن علی شیراز کا سلطان تھا، اور بعض کا خیال ہے، کہ یہ شیراز کے سلطان کا بیٹا تھا۔ بہر حال شاہی خاندان میں سے تھا، ان کے ساتھ اور بھی بہت سے آدمی تھے، جو ان کی رعیّت کہلاتے تھے۔ سات جہازوں کا بیڑا بھی ساتھ تھا۔ یہ جہاز افریقہ کے مشرقی ساحل کے مختلف مقامات پر ٹھہرے۔ اور جہاں جہاں ٹھہرے وہیں یہ لوگ آباد ہوتے گئے چنانچہ ممباسہ کلوا، اور پیمبہ (Pemba) ساحل کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں، جہاں انہوں نے مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی۔ یہ لوگ دسویں صدی کے آخر میں یہاں آکر آباد ہوئے۔

عربوں اور اہلِ فارس کی آمد دراصل باعث ہے مشرقی افریقہ میں اشاعتِ اسلام کا۔ حسن بن علی جو شیراز سے آیا تھا، شیعہ تھا۔ لیکن مشرقی افریقہ کے مسلمان باشندوں میں سے اکثریت شافعیوں کی ہے، اور حضرت امام شافعیؒ نے نویں صدی کے شروع میں اپنے کام کو شروع کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ دسویں صدی سے قبل ایک بڑی تعداد اصل باشندوں کی شافعی ہو چکی تھی، حسن بن علی اگر کوشش کرتا، تو یقیناً افریقن شیعہ خیال کے ہوتے، ہو سکتا ہے، کہ اس نے کوشش کی ہو، لیکن چونکہ اس کی آمد سے قبل سنّیوں کی کثرت نے افریقن کو سنّیت میں رنگین کر دیا تھا، اس لئے اس کی کوششیں کامیابی کا مُنہ نہ دیکھ سکیں۔ یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے، کہ مشرقی افریقہ کا ساحلی علاقہ دسویں صدی سے قبل اسلام قبول کر چکا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے، کہ (El-Hasa) الحصٰی کے جو لوگ نویں صدی کے آخر میں یا دسویں صدی کے شروع میں اس ملک میں آئے، وہ شافعی تھے، اور ان کی کوشش سے یہ لوگ شافعی ہو گئے۔

اس وقت افریقہ کے مشرقی ساحل پر جو مسلمان آباد ہیں، ان میں سے عربوں کا بیشتر حصّہ اباذی ہے، زنجبار ان لوگوں کا بڑا مرکز رہا ہے، اور زنجبار کا موجودہ سلطان بھی اباذی ہے، اندرونِ علاقہ میں جو عرب پھیلے ہوئے ہیں، وہ بھی کم و بیش اباذی ہی ہیں۔ افریقن مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواہ سواحیلی ہوں یا اندرون علاقہ کے رہنے والے، ان کا بیشتر حصہ شافعی ہے، سب سے پہلے عرب مسلمان عرب افریقہ کے اس حصہ میں ساتویں صدی کے آخر میں آئے۔ اور آٹھویں و نویں صدی میں اس علاقہ کے لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے، بعد ازاں ساحل کے رہنے والوں اور غیر ملکیوں یعنی عربوں اور فارسیوں وغیرہ نے اندرونِ علاقہ میں اپنا اثر مختلف رنگوں میں ڈالا۔ اور ساتھ کے ساتھ مذہبی اثر بھی اصل باشندوں پر پڑتا رہا۔ مگر اس بات کا ذکر افسوس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے، کہ ایک لمبا عرصہ تک عربوں اور فارسیوں نے افریقہ کے مشرقی ساحل پر حکومت کی، بلکہ افریقہ کے اندرون علاقہ میں بھی دیر تک ان کا اثر رہا، لیکن تبلیغ اسلام کے لئے کوئی خاص کوشش ان لوگوں نے نہیں کی۔ اگر یہ لوگ اس وقت صحیح رنگ میں کوشش کرتے، تو آج مسلمانوں کی آبادی ان کی موجودہ آبادی سے کہیں بڑھکر ہوتی، بلکہ تمام مشرقی افریقہ مسلمان ہوتا، اور عیسائیوں کو وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی، جو آج انہیں ہو رہی ہے۔ چار پانچ سو سال کا زمانہ کوئی کم نہیں ہوتا، اگر اس عرصۂ دراز میں منظم جدوجہد اسلام کی اشاعت کی امن و امان اور دلائل و براہین کے ساتھ کی جاتی، تو اس کے کامیاب نتائج اسلامی حکومت کی مضبوطی کا باعث بھی ہوتے، لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی، کہ انہوں نے تبلیغی حربہ کو چھوڑ دیا، اور اسے استعمال کرنا اپنے وقار کے خلاف سمجھا، جس کا نتیجہ سیاسی رنگ میں عربوں نے دیکھ لیا۔ چنانچہ کہاں وسیع مشرقی افریقہ کی با اختیار حکومت، اور کہاں آج صرف ایک چھوٹے سے جزیرہ زنجبار کی برائے نام ریاست جو بتیس دانتوں میں زبان کی طرح ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بعد میں آنے والے با اختیار ہوگئے، اور انہوں نے سیاسی، تمدنی اور مذہبی رنگ میں تفوق حاصل کر لیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ افریقن مسلمان کا عیسائی بنانا کارے دارد والا معاملہ اور ایک مشکل کام ہے، لیکن وہ افریقن جن کا ابھی کوئی مذہب نہیں، — اور افریقہ میں قبائل کے قبائل ایسے بھرے پڑے ہیں، جن کا کوئی مذہب نہیں — ان کا عیسائی بنانا نہایت ہی آسان ہے، چنانچہ افریقن مسلمانوں میں عیسائیوں کے مشن کو کامیابی نہیں ہوئی، اور اگر کچھ ہوئی ہے، تو ناقابل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذکر۔ لیکن جو قبائل لامذہب تھے، ان میں عیسائی مشنوں نے تندہی سے کام شروع کیا، اور اس کا یہ نتیجہ ہے، کہ یوگنڈا (Uganda) قریباً تمام کا تمام عیسائی ہو چکا ہے، وہاں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم ہے، اور جو ہیں وہ تعلیم سے محروم ہیں۔ حکومت کے تمام دفاتر اور انتظامی اداروں میں بہت بڑی تعداد عیسائیوں کی ہے، مجھے ایک دفعہ یوگنڈا کی Native گورنمنٹ کے وزیر مال سر وانوکلوبیا نے بتایا، کہ ہمیں مسلمانوں کا خیال ہے، اس وجہ سے نہیں کہ وہ مسلمان ہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ ہمارے وطنی بھائی ہیں، اور ان کی پستی ہمارے لئے بعض دفعہ تکلیف کا موجب ہوتی ہے، لیکن مشکل یہ ہے، کہ انہیں تعلیم کی طرف توجہ ہی نہیں، اور ہمیں کوئی قابل مسلمان نہیں ملتا، جو کونسل میں عمدگی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکے، اور جو دو ایک آدمی ان کے کونسل میں ہیں، وہ بھی محض نمائش کے طور پر ہیں، ورنہ ان کا کوئی اثر نہیں ہے۔ حالانکہ یوگنڈا میں مشنریوں نے اپنا کام ۱۸۶۲ء میں شروع کیا، اور پچھتر سال کے اندر اندر عیسائیوں نے یوگنڈا کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور مسلمانوں نے جو چار پانچ سو سال تک مشرقی افریقہ میں پوری قوت و زور کے ساتھ رہے، عیسائی مشنریوں کو تو ہر قسم کے آرام پہونچائے، اور سہولتیں مہیا کیں، لیکن خود تبلیغ اسلام کے لئے کوئی خاص جدّ وجہد نہ کی اس پر مصیبت یہ کہ عربوں نے غلاموں کی تجارت سے بہت برا اثر ڈالا۔ مجھے یوگنڈا میں ایک بہت بڑا اچیف ملا، جو وہیں کا باشندہ ہے، اس نے یہ عجیب واقعہ سنایا، کہ King Mutesa نے ایک دفعہ عربوں اور عیسائی پادریوں کو اپنے دربار میں بلایا، اور ان سے بعض باتیں مذہب کے متعلق دریافت کیں، وہ اس وقت لامذہب تھا، لیکن اسلام کی طرف مائل تھا۔ اس کے کسی سوال کے جواب میں عربوں نے کہا، کہ انسانوں کو پکڑنا اور فروخت کرنا جائز ہے، مگر پادریوں نے اسی سوال کا جواب یہ دیا، کہ ہم تمام انسان خدا کے بیٹے ہیں، اور وہ ہم سب کا باپ ہے، یہ بات سُنکر بادشاہ اپنے درباریوں سمیت اسلام سے بدظن ہو گیا۔ گو اس کا عیسائیت قبول کرنا پورے طور پر ثابت نہیں ہے، لیکن وہ مسلمان بھی نہ ہوا، مگر اس کے وزیر عیسائی ہو گئے اور اب موجودہ بادشاہ Sir Dandi chawa بھی عیسائی ہے۔ اس علاقہ میں جو تھوڑے بہت مسلمان ہیں، تعجب ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انہیں بھی اس بات کا احساس ہے، کہ عربوں نے جو غلاموں کی تجارت کی، تو اسلام اس کی اجازت دیتا ہوگا۔ اور اس احساس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے، کہ اسلام کا ظہور چونکہ عرب سے ہوا، اور نا تربیت یافتہ مسلمان عربوں نے خلاف اسلام اس قسم کی حرکات کیں، اس سے افریقن لوگوں پر یہ اثر پڑا، کہ جب یہ لوگ جو علمبرداران اسلام میں سے ہیں، غلاموں کی تجارت کرتے ہیں، تو آخر اسلام اس کی اجازت دیتا ہی ہوگا، ورنہ یہ کیوں ایسا کرتے؟ ان کے اس احساس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ ابتداءً جو عرب اسلام کو لیکر اس ملک میں آئے، انہوں نے ان لوگوں کو اسلام کے متعلق صرف بعض موٹی موٹی باتیں بتائیں، اور چونکہ اسلام کی ہر ایک بات اپنے اندر کشش رکھتی ہے، اس لئے انہوں نے جو کچھ تھوڑا بہت سُنا، اُسے خوب پایا، اور مسلمان ہو گئے، لیکن اسلام کے احکام وتعلیم سے پُوری واقفیّت انہیں حاصل نہ ہوئی۔ مَیں جب عیسائیوں اور مسلمانوں کو بتاتا تھا، کہ اسلام تو غلامی کا سخت دشمن ہے، اور قطعًا اس کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کو تو غلام اپنے لئے رحمت سمجھتے تھے، تو یہ لوگ حیران ہو جاتے۔ حقیقت یہ ہے، کہ اسلام کی تعلیم تفصیلی طور پر ان کے سامنے نہیں آئی، اور جب تک ان کی اپنی زبان (*Luganda*) میں اسلامی لٹریچر شائع نہ کیا جائے، اور مسلمانوں کی تعلیم وتربیّت کا انتظام باقاعدگی کے ساتھ نہ ہو، عیسائیّت کو اس ملک سے نکالنا اب بہت مشکل ہو گیا ہے، سوائے اس کے کہ خدا تعالےٰ کوئی غیر معمولی تغیر پیدا کر دے۔ راقم الحروف نے ایک پمفلٹ یوگنڈا زبان میں شائع کیا تھا، جس کا عنوان تھا "اسلام آزادی کا مذہب ہے"، اور اسے تمام سرداروں (*Chiefs*) اور یوگنڈا کے تعلیم یافتہ طبقہ میں تقسیم کیا تھا۔ اسکے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی تصنیف *Islam and Slavery* کا یوگنڈا زبان میں ترجمہ کرایا جا رہا ہے، ⅔ حصّہ ترجمہ ہو چکا ہے، امید ہے، کہ اس کی اشاعت تبلیغ اسلام میں اس بہت بڑی روک کو، جو مسئلہ غلامی کے بارہ میں غلط طور پر اسلام کے متعلق مشہور ہو چکی ہے، دور کرنے کا باعث ہوگی۔ انشاء اللہ۔

یوگنڈا کے مختلف قصبات میں "مسلم ایسوسی ایشن" کے نام سے انجمنیں قائم کی گئی ہیں، لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah
افریقن باشندوں میں یہ کوئی کام نہیں کر رہیں۔ کام کرنے کے لئے تنظیم، ایثار اور قربانی کی ضرورت ہے۔ مگر یہ تینوں چیزیں ان میں نہیں ہیں۔ اس لئے یہ جو کام شروع بھی کرتی ہیں، اسے ان چیزوں سے محروم ہونے کی وجہ سے استقلال کے ساتھ جاری نہیں رکھ سکتیں۔ کمپالہ جیسے بڑے تجارتی شہر میں جو گویا قلب یوگنڈا ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے، جو اپنی خستہ حالی سے مسلمانوں کی پستی اور دین کے کاموں سے لاتعلقی کا بزبانِ حال نوحہ کر رہی ہے۔ یہ ایسوسی ایشنز ہندوستانی مسلمانوں کی قائم کردہ ہیں۔

اب کینیا کالونی کی حالت دیکھیئے! اس علاقہ کے اس حصہ میں جو ساحل کے ساتھ ہے، مسلمانوں کی کثرت ہے، لیکن اندرون علاقہ میں افریقن مسلمانوں کی کثرت نہیں ہے، سومالی لینڈ کے لوگ، جو کینیا کالونی میں آکر آباد ہوئے ہیں، مسلمان ہیں، مگر وہ افریقن نہیں کہلاتے، اگرچہ ان کا طرزِ رہائش وتمدن وغیرہ افریقن لوگوں کا سا ہے، ساحل پر مسلمانوں کی آبادی کی کثرت کوئی خاص فائدہ مسلمانوں کو نہیں پہونچا رہی، بلکہ دن بدن عیسائیت کے پاؤں یہاں بھی مضبوط ہوتے جاتے ہیں، کیونکہ مسلمان کوئی ایسا کام نہیں کر رہے، جس سے افریقن میں اسلام کے قبول کرنے کے لئے توجہ پیدا ہو، اور تبلیغ تو انہوں نے بالکل چھوڑی ہوئی ہے۔ ان عرب مسلمانوں کا کام تجارت یا زراعت ہے، اور ہندوستانی مسلمان زیادہ تر ملازمت اور تجارت کے کاروبار میں مشغول ہیں۔ ممباسہ میں عرب ایسوسی ایشن قائم ہے، اس کے ماتحت ایک سکول بھی ہے، لیکن افسوس کہ وہ بھی کامیابی کے ساتھ نہیں چل رہا۔ اور دوسرے قصبات جیسے Lamu اور Malindi وغیرہ جہاں عربوں کی آبادی زیادہ ہے، وہاں بھی نہایت معمولی مکتب ہیں، اور اعلیٰ تعلیم چھوڑ ادنیٰ تعلیم کا بھی کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے عربوں کے لئے چند سکول کھول رکھے ہیں، انجمن حمایت اسلام نیروبی کے قیام کا اصل مقصد احمدیت کی مخالفت ہے، اور یہ اس وقت سے قائم ہوئی ہے، جب سے تبلیغ احمدیت کے لئے باقاعدہ کوشش شروع کی گئی، اس کے علاوہ کینیا کے اور قصبات میں مسلمانوں کی بعض انجمنیں ہیں، جو غیر احمدیوں نے قائم کر رکھی ہیں۔ ان انجمنوں نے بعض مقامات پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت مسجدیں تعمیر کرائی ہیں۔ ایلڈوریٹ، کسموں اور نیروبی کی مساجد قابلِ دید ہیں۔ ان مسجدوں کی تعمیر میں احمدیوں نے بھی دل کھول کر حصّہ لیا ہے، افریقن بچوں کی تعلیم کے لئے ان قصبات میں معمولی پیمانہ پر قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کے لئے مکتب قائم کئے گئے ہیں، اس کے مقابل پر عیسائی مشن نے ۱۸۴۴ء کے بعد سے اس علاقہ میں کام شروع کیا۔ مسلمانوں اور علی الخصوص عربوں میں انہوں نے براہِ راست کوئی کام نہیں کیا، لیکن اصل باشندوں میں پورے زور کے ساتھ کام شروع کر رکھا ہے، تعلیمی و طبّی ادارے اور یتیم خانے بھی قائم کر رکھے ہیں، اور خدمتِ خلق کے لئے دیگر کئی قسم کے کام انجام دینے کے علاوہ تبلیغ کے ذریعہ بھی عیسائیت کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اس وقت اٹھارہ سوسائٹیاں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک کی کینیا کالونی میں کام کر رہی ہیں۔ اور افریقن آبادی کا ½ حصّہ عیسائیت کی آغوش میں جا چکا ہے، اور جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے، وہاں ارد گرد کے علاقہ میں عیسائی مشن نے سکول وغیرہ کھول کر اپنے اثر کو بالواسطہ طور پر ان میں قائم کرنے کی جدوجہد شروع کی ہوئی ہے، اور اس طرح یہ کوشش کی جا رہی ہے، کہ کینیا کالونی کے جس تھوڑے حصّہ میں اسلام ہے، وہاں سے بھی اُسے رخصت کر دیا جائے۔ حال ہی میں ایک کتاب "A New day in Kenya" شائع ہوئی ہے جس میں کینیا کی مذہبی لحاظ سے سروے کی گئی ہے، اس میں ایک باب "The Muslem Problem" ہے، اس کے صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے، کہ:-

The fact that Mohammedan-ism in Kenya has been largely decadent and apathetic is no reason why those professing it should be neglected:

یعنی یہ واقعہ کہ مذہب اسلام کینیا میں بہت حد تک زوال پذیر ہو رہا ہے، اس امر کی وجہ نہیں ہو سکتا، کہ ان لوگوں کو جو اپنے تئیں اسلام کی طرف منسوب کر رہے ہیں، نظر انداز کر دیا جائے، اور انہیں عیسائیت کی تبلیغ نہ کی جائے۔ بالفاظ دیگر کینیا میں جو مسلمان ہیں وہ نام نہاد ہیں، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں بے حس خیال کیا جاتا ہے، اور عیسائی مشنوں کو اس بات کے لئے ابھارا جارہا ہے، کہ وہ ان لوگوں میں تبلیغ کا کام شروع کریں۔

پھر اسی کتاب میں صفحہ ۱۳۳ کے آخر میں لکھا ہے، کہ:۔

Islam is today at the crossroad, but will the christian church seize the opportunity

یعنی اسلام تو اب رخصت ہو رہا ہے، لیکن کیا عیسائیت اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیگی؟ اور یوگنڈا کی طرح اسے بھی پورے طور پر اپنے قبضہ میں کرلیگی؟ الغرض کینیا میں اسلام کی جو حالت ہے وہ مندرجہ بالا سطور سے الم نشرح ہے۔

زنجبار، جو مشرقی افریقہ کی اسلامی سلطنت کا مرکز رہا ہے، اس کا یہ حال ہے، کہ وہ اس وقت اسلام کے خلاف لٹریچر تیار کرنے میں سب سے پیش پیش ہے۔ زنجبار میں یونیورسٹیز مشن نے ہیڈ کوارٹر قائم کر رکھا ہے، یہاں ان کا بہت بڑا اسکول، پریس اور دارالکتب ہے، اور مشرقی افریقہ میں جس قدر بھی اسلام کے خلاف لٹریچر تیار ہوتا ہے، وہ بہت حد تک اسی جگہ سے اور اس مشن کے زیر انتظام ہوتا ہے، اس مشن نے سواحیلی زبان میں، جو مشرقی افریقہ کی ملکی زبان ہے، قرآن مجید کا ترجمہ بمع تفسیری نوٹوں کے شائع کیا ہے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کئی طرز کی، نیز اسلام کے متعلق کئی ایک اور کتب شائع کی ہیں۔ گورنمنٹ کا محکمہ تعلیم بھی ان کتب کو خرید کرتا، اور گورنمنٹ افریقن سکولوں میں تقسیم کرتا ہے، زنجبار میں سواحیلی و عرب باشندوں میں اگرچہ عیسائیت نہیں پھیلی، لیکن ان کے تمدن و تہذیب کو مغربیت کا جامہ پہنا کر انہیں ذلیل بنا دیا ہے، کاش! یہ لوگ سمجھتے، اور اپنی عاقبت کی فکر کرتے۔ بایں ہمہ زنجبار کے شیوخ کا افریقہ کے اندرون علاقہ پر اثر ہے، اور افریقن مسلمان انہیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ زنجبار میں اباضیوں کے علاوہ شافعی اور حنفی بھی ہیں۔ شافعیوں کی کثرت ہے، اور ہر گلی میں کئی کئی مسجدیں ہیں، اگرچہ وہ پورے طور پر آباد نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم صرف ناظرہ پڑھنے تک محدود ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیوخ نے اپنے اپنے مکان پر مکتب کھول رکھے ہیں، جو حدیث، اصول حدیث، اور صرف و نحو کی تعلیم دیتے ہیں۔ زنجبار کے عربوں وغیرہ کا یہ خیال ہے، کہ جب تک ان تمام علوم کو نہ سیکھا جائے، قرآن مجید نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہاں رمضان کے ایام میں مسجدوں میں بوڑھے اور جوان کثرت سے جمع ہوتے ہیں، اور حدیث وغیرہ کا درس سُنتے ہیں۔ اباضیوں کا عام مسلمانوں سے اس بات میں اختلاف ہے، کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ خلیفۂ برحق تھے۔ وہ انہیں امام خیال کرتے ہیں۔ اور ان کی توہین نہیں کرتے۔ لیکن برحق خلیفہ نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ نماز کے وقت سینہ پر ہاتھ بھی نہیں باندھتے، بلکہ کھلے رکھتے ہیں۔ اور نماز باجماعت نہیں پڑھتے، بلکہ الگ الگ پڑھتے ہیں۔ نماز باجماعت جہاں امام ہو، وہیں ہو سکتی ہے، اور چونکہ امام مسقط میں رہتا ہے، اس لئے اس مقام کے سوا نہ جمعہ ہو سکتا ہے، اور نہ نماز باجماعت۔ یہ لوگ شافعیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، اور نہ شافعی ان کے پیچھے۔ یہ حضرت مسیحؑ کی زندگی کے قائل ہیں۔ اور نبوّت کے متعلق ان کا وہی عقیدہ ہے، جو عام غیر احمدیوں کا ہے۔ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ بھی مانتے ہیں۔ دوسرے فرقوں کی نسبت سے اباضیوں میں تعصّب نہیں ہے۔ یہ بات کو سُنتے اور اس پر غور بھی کرتے ہیں۔ نوجوان طبقہ مغربیّت کی طرف بہت مائل ہے عربی کو چھوڑ رہے ہیں، اصل ملکی زبان سواحیلی یا انگریزی میں کلام کرنا فیشن سمجھا جاتا ہے، نوجوان طبقہ نے اپنی مجالس قائم کر رکھی ہیں، جن میں مختلف امور پر تبادلہ خیالات ہوتا ہے۔ مجھے بھی اکتوبر ۱۹۳۸ء میں ان کی ایک مجلس میں جانے کا موقعہ ملا، اور احمدیت کے مسائل خصوصی پر ان سے گفتگو ہوئی۔ شہر کے دیگر معززین سے ملنے اور انہیں تبلیغ کرنے کے علاوہ سلطانِ زنجبار سے بھی خاکسار کو دو مرتبہ ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ انہیں احمدیّت کی تبلیغ کی، اور پہلی مرتبہ اعجاز المسیح بطور تحفہ پیش کی، جسے موصوف نے کھڑے ہو کر عزّت و احترام کے ساتھ قبول کیا۔ اس کے علاوہ مجھے یونیورسٹی مشن کے سکول، ہال، اور شافعیوں کی جامع مسجد میں بھی لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ شافعیوں کو نسبتًا متعصّب اور تنگدل پایا۔

ٹانگانیکا ایک بہت بڑا علاقہ ہے، جنگِ عظیم سے قبل جرمن ایسٹ افریقہ کہلاتا تھا، اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد انگریزوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس علاقہ کا تمام تر ساحلی علاقہ، اور اس کے قریب قریب جزیرے، اور اندرون علاقہ پر مسلمانوں کا کافی عرصہ تک تسلّط رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ساحلی علاقہ کے علاوہ اندرون علاقہ میں بھی مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد نظر آتی ہے۔ لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، کہ اس علاقہ میں بائیس ۲۲ عیسائی مشن رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے جو مختلف ممالک کی طرف سے آئے ہیں، اصل باشندوں میں کام کر رہے ہیں ان کے ۲۴۵ اہم مرکز ہیں، جن کے ماتحت بارہ ۱۲۰۰ سو غیر ملکی مشنری کام کرتے ہیں، اور صرف پروٹسٹنٹ مشن کے افریقن مشنری دو ہزار چار سو چوراسی (۲۴۸۴) ہیں، جو تبلیغ عیسائیت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ رومن کیتھولک کے مشنریوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ ان مشنوں کے قریبًا پانچہزار مختلف قسم کے سکول ہیں، جو ٹانگانیکا کے علاقہ میں کھولے ہوئے ہیں۔ ہسپتال اور ڈسپنسریاں وغیرہ مزید براں ہیں۔ علاوہ ازیں کئی رسائل و اخبارات ماہوار شائع کئے جاتے ہیں، جن کے ذریعہ ملکی زبان میں عیسائیت کی تبلیغ افریقن کو کیجاتی ہے۔ ٹانگانیکا کی مختلف ۳۳ زبانوں میں عیسائیت کا لٹریچر شائع ہو کر ملکی لوگوں میں پھیلایا گیا ہے، یونیورسٹی مشن کا اسلام کے خلاف تیار کردہ لٹریچر بھی کثرت سے یہ مشن منگواتے اور تقسیم کرتے ہیں۔ اس تمام جدوجہد کا نتیجہ یہ ہے، کہ اس وقت ساڑھے تین لاکھ کے قریب افریقن عیسائیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ ۱۹۳۵ء کے اندازہ کے مطابق افریقن کی کل آبادی اکاون ۵۱ لاکھ کے قریب تھی۔ گویا افریقن آبادی کا ۱/۱۴ حصہ عیسائی ہو چکا ہے۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کی آبادی کے متعلق ۱۹۲۹ء میں جو اندازہ لگایا گیا، اس کی رو سے ان کی آبادی اکیس ۲۱ لاکھ تھی۔ اگرچہ عیسائیوں کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مسلم آبادی کا اندازہ تین لاکھ ہے۔ اگر مسلمان پورے طور پر منظّم رنگ میں تبلیغ اسلام کیلئے کوشش کرتے، تو باقی تیس لاکھ کی آبادی بھی مسلمان ہو جاتی، اور آج یہ سارا علاقہ اسلامی ہوتا، کیونکہ اسلام میں خود ایسی کشش ہے، جس کے باعث لوگ خود بخود اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، اور اگر اسلام کی خوبیوں اور اس کی عمدہ تعلیم کے لئے مدرسے، اور مکتب وغیرہ وسیع پیمانے پر کھول دیئے جاتے، اور ملکی زبان میں لٹریچر کی اشاعت کی جاتی تو سونے پر سہاگہ ہوتا۔ افریقن جو عیسائی ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے، تو اس لئے نہیں، کہ اس نے اسلام اور عیسائیت کی تعلیم کا موازنہ کر کے عیسائیت کو بہتر سمجھ کر اسے قبول کیا ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس کے سامنے اسلام کا خوبصورت چہرہ پیش ہی نہیں کیا گیا، اور اُسے اسلام کی اعلیٰ خصوصیات سے آگاہ ہی نہیں کیا گیا۔ مجھے کئی عیسائیوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے، اور ان سے لمبی گفتگو کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں، کہ یہ لوگ لامذہب تھے، ان کے سامنے عیسائیت کو خوبصورت کر کے بلکہ اسلام کے رنگ میں پیش کیا گیا، اور عیسائیوں نے خود عیسائیت کی بجائے اسلامی اصولوں پر عمل کر کے ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ لیکن اب بھی اگر مسلمان ان کے سامنے صحیح رنگ میں اسلام کی تعلیم کو رکھیں، تو ان کے سمجھدار لوگ عیسائیت کو چھوڑ کر ضرور اسلام قبول کر لیں گے۔ اور اگر عیسائیوں کی یہ جارحانہ کارروائیاں اسی طرح جاری رہیں، تو عین ممکن ہے، کہ عیسائیت مسلمانوں کی غفلت اور سُستی سے فائدہ اٹھائے۔

ان تمام یاس انگیز حالات میں ایک امید کی کرن بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہُوا ہے، اور اس کا وعدہ ہے، کہ میں اس آخری مذہب کو دُنیا میں قائم کروں گا۔ اس وعدہ کے مطابق جس طرح پہلے زمانوں میں وہ اس کی حفاظت اور قیام کے سامان کرتا چلا آیا ہے، اب بھی وہ اس کی حفاظت اور قیام کا سامان کر رہا ہے، چنانچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت، جو اس وقت تمام دُنیا میں لوائے اسلام کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہے، جہاں دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کی طرف متوجہ ہے، وہاں مشرقی افریقہ میں بھی اس نے کام شروع کیا ہے، اور ۱۹۳۴ء میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو اس علاقہ میں بطور مبلغ روانہ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس دَور میں اسلام کے استحکام اور شریعت اسلامیہ کے قیام اور عیسائیوں کی جارحانہ کارروائیوں کو پسپا کرنے کے لئے کوئی صُورت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مشرقی افریقہ میں گذشتہ چار سال میں اس سلسلہ میں جو کام جماعت احمدیہ نے کیا ہے، اس کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کئے دیتا ہُوں۔

سب سے پہلے خاکسار نے سواحیلی زبان میں ایک ماہوار رسالہ Mapenziya Mungu یعنی محبت اللہ کے نام سے شروع کیا۔ اور اسلام کے خلاف جو لٹریچر سواحیلی زبان میں شائع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسرا مقام ایتاءِ ذی القربیٰ بتایا ہے، جس کے معنے رشتہ داروں کو دینا ہے۔ لیکن اس کی نسبت دونوں طرح سے ہوسکتی ہے، یعنی فاعلی بھی اور مفعولی بھی۔ فاعلی نسبت کی صورت میں اس کے یہ معنے ہوں گے، کہ اس طرح دو جس طرح رشتہ دار دیا کرتے ہیں، اور مفعولی نسبت کی رُو سے اس کا یہ مطلب ہوگا، کہ ویسے دو جیسے رشتہ داروں کو دیا جاتا ہے۔ ذی القربیٰ سے جو انسان سلوک کرتا ہے، وہ تو احسان اور عدل کے اندر آگیا تھا اس لئے یہاں ایتاءِ ذی القربیٰ سے یہی مراد ہے، کہ جس نیّت اور احساس کے ساتھ رشتہ دار اپنے رشتہ داروں کو دیتے ہیں، اسی احساس اور نیّت کے ساتھ انسان غیروں کو بھی دے۔ ایک ماں اپنے بچہ سے سلوک کرتی ہے، مگر اُسے ہرگز یہ مدّنظر نہیں ہوتا، کہ مجھے بھی اس بچہ کی طرف سے اس احسان کے عوض میں کوئی نفع ملے۔ احسان کرتے وقت دوسرا انسان تو کسی نفع کی امید رکھ سکتا ہے، مگر ایک بوڑھی ماں اپنے ننھے بچے کی خدمت کسی نفع کے خیال یا طمع کی اُمید پر نہیں کرتی۔ گویا اس مقام پر انسان احسان کرتا ہے، مگر اُسے اس کا خیال بھی نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک طبعی تقاضہ کے طور پر اس امر کو بجا لاتا ہے، اور سلوک نہ کرنے کی صورت میں وہ اپنے اندر ایک بیکلی محسوس کرتا ہے، جیسے ماں کی حالت اپنے بچے کے متعلق ہوتی ہے۔

یہ اثبات کا پہلو تھا، اس میں کس قدر جامع اور زبردست اخلاقی تعلیم دی گئی ہے، اللہ تعالےٰ کا حق تو عدل میں ختم ہوجاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی احسان یا ایتاءِ ذی القربیٰ کا معاملہ نہیں کیا جاسکتا، مگر بندوں کے ساتھ سلوک کا حکم عدل میں بھی ہے، اور پھر احسان و ایتاءِ ذی القربیٰ میں بھی، بلکہ پچھلے دو مقامات میں خالص بندوں ہی کے ساتھ سلوک مراد ہے، اس میں یہ اشارہ ہے، کہ خدا تک پہونچنے اور اس کی مرضی کے پانے کے لئے بندوں سے سلوک ضروری ہے، گویا احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ قربِ الٰہی کی دو سیڑھیاں ہیں۔

پھر نفی کے پہلو میں بھی کامل تعلیم دی ہے۔ سب سے پہلے فحشاء کو رکھا ہے۔ اور فحشاء کا لفظ منکر کے مقابل میں آجائے، تو اس سے وہ ظاہر بدی مراد ہوتی ہے، جس کا علم صرف اس کے کرنے والے کو ہوتا ہے، دوسرے کو نہیں ہوتا۔ اور منکر سے مراد وہ بدی ہے، جو لوگوں کو نظر آتی ہے، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا گیا تھا، اس کا جواب پہلے ہی نمبر سے دینا شروع کر دیا گیا، کینیا کالونی، ٹانگانیکا، اور زنجبار وغیرہ جزائر اور ملحقہ علاقہ جات میں یہ رسالہ بکثرت تقسیم کیا گیا، افریقن عیسائی میں تعصب نہیں ہے، اور افریقن کی یہ خصوصیت ہے، کہ وہ پڑھنے کا شوق رکھتا ہے، اور جو وہ خود پڑھتا ہے اُسے اپنے دوستوں تک بھی پہونچاتا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا، کہ اس رسالہ کا پہلا نمبر جو ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا تھا جلد ہی ختم ہوگیا، اور مطالبہ پر مطالبہ ہونے لگا۔ دوسرے نمبر سے اس کی اشاعت دو ہزار کر دی گئی۔ اور پہلے نمبر کو بھی دوبارہ دو ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا گیا۔ جونہی پے در پے یہ دو تین نمبر شائع ہوئے، عیسائیوں میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ اور افریقن مسلمانوں نے ان رسالوں کی اشاعت میں ایک امید کی کرن دیکھی، اور عیسائیوں نے تو چرچوں میں یہ اعلان شروع کیا، کہ اس رسالہ کو نہ پڑھا جائے، اور اپنے رسائل میں یہاں تک لکھا، کہ "احمدیوں کا مقصد سوائے ابطالِ عیسائیت کے اور کچھ نہیں اور جس کسی کے ہاتھ میں احمدیہ مشن کا یہ رسالہ آئے، وہ اسے جلا دے، اور اس کا پڑھنا رومن کیتھولک کو حکماً منع کیا جاتا ہے۔" (رسالہ رفیقی یٹیو Rafiki yetu) اور اس کے ایک یوروپین ایڈیٹر نے مجھے ایک چٹھی بھیجی، جس میں اس نے لکھا، کہ "تم نے اپنے آپ کو سخت جنگ میں ڈال دیا ہے، اور تم ناکام رہوگے۔" لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ رسالہ جہاں باقاعدگی کے ساتھ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب مدلل طور پر شائع کر رہا ہے، وہاں اسلام کی خوبیوں کو بھی پیش کر رہا ہے۔ اور مسلمان افریقن اسے نہایت شوق سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اس قسم کے لٹریچر کی اشاعت پر ہمیں کثرت سے مبارکباد دی ہے، اور لکھا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے ہم اندھیرے سے نکلکر نور میں آگئے ہیں، اور عیسائیوں کو جواب دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ایک بہت بڑا فائدہ ہمارے اس رسالہ کی اشاعت سے یہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی لٹریچر سواحیلی زبان میں شائع کرنیکی جرأت ہوگئی ہے، چنانچہ اس کے بعد متعدد پمفلٹس اور کتابیں مسلمانوں نے شائع کی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے کئی ایک لوگ جہاں اس کے باقاعدہ مطالعہ سے احمدی ہوئے ہیں، وہاں اسلام میں بھی داخل ہوئے ہیں وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

اس کے علاوہ سواحیلی زبان میں مستقل لٹریچر تیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک (۱) اسلامی اصول کی فلاسفی (۲) کشتی نوح (۳) تحفہ ویلز (۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات مختصر و مفصل (۵) اسلام اور غلامی مصنّفہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب (۶) اسباق الاسلام (۷) نماز (۸) قرآن مجید کے پہلے سپارہ کا سواحیلی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے نماز کا سواحیلی ترجمہ شائع ہو چکا ہے جسے بیحد قبولیت حاصل ہوئی ہے" اور متعدد غیر احمدی معززین نے منگوا کر اسے تقسیم کیا۔ افریقن طالب علموں، سکولوں وغیرہ میں بھی اس کی اشاعت کی گئی ہے۔ دیگر کتابیں جو سواحیلی میں ترجمہ ہو چکی ہیں" انہیں بھی جلد شائع کرنے کا ارادہ ہے، امید ہے کہ یہ سلسلہ افریقن مسلمانوں کی تقویت اور تربیت اور اشاعت اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز

افریقن میں تبلیغ کے لئے تعلیم کا انتظام ازبس ضروری ہے" اور حقیقت یہ ہے کہ مشن سکول تبلیغ عیسائیت کی بہت بڑی ایجنسی ہیں" اور بعض علاقوں میں تو ان سکولوں کے ذریعہ عیسائیوں نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ چنانچہ Richter D. Jugus سے World Dominion Survey والوں نے ٹانگانیکا کی تبلیغی و مذہبی لحاظ سے سروے کرائی، اس کی رپورٹ ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی تھی" اس رپورٹ میں لکھا ہے، کہ:-

The most influential missionery agency in this part of the territory is the village school.

یعنی اس علاقہ میں سب سے زیادہ مؤثر تبلیغی ذریعہ دیہاتی سکول ہیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ محدود ذرائع اور مالی مشکلات کی وجہ سے ہم ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ وسیع پیمانہ پر افریقن کی تعلیم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے سکیں۔ تاہم "ٹبورا میں احمدیہ مسلم سکول" کھولا گیا ہے، اس سکول کے کھولنے سے قبل حکومت کے بعض افسروں نے ہمارے لئے بہت مشکلات پیدا کیں۔ علی الخصوص مسٹر بیگشا (Mr. Bagshaw) نے جو اُن دنوں پراونشل کمشنر تھے، اور مذہبًا راسخ العقیدہ کیتھولک ہیں۔ ٹبورا میں کیتھولک کا بہت زور ہے، لیکن آخر کار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کئی ماہ کی جدوجہد کے بعد سکول کی منظوری حکومت کی طرف سے مل گئی۔ اس سکول میں دینی تعلیم کے ساتھ دُنیاوی تعلیم بھی محکمہ تعلیم کے مقررہ نصاب کے مطابق دی جاتی ہے، اور اس کے افتتاح سے احمدیہ مشن کا عیسائیوں پر ایک رعب قائم ہوگیا ہے۔ اور انہیں اب یہ احساس پیدا ہو چکا ہے، کہ ہمارے مقابلہ کے لئے مستقل طور پر ایک جماعت میدان میں نکل آئی ہے۔

علاوہ ازیں حکومت نے بھی اسے محسوس کیا چنانچہ ۱۹۳۶ء کی سالانہ رپورٹ میں گورنمنٹ نے یہ لکھا کہ:-

It will be noted that the first organized Muslem missionary society, the Ahmadyya Indian mission, started work during the year among the Africans. Their first school has been established in Tabora Town, and is very well attended. (P. 18)

یعنی یہ قابلِ ذکر ہے کہ سب سے پہلی منظم تبلیغی سوسائٹی یعنی احمدیہ ہندوستانی مشن نے دوران سال میں افریقن باشندوں میں کام شروع کیا۔ ان کا سب سے پہلا سکول ٹبورا شہر میں قائم کیا گیا ہے، جس کی حاضری کافی ہے۔

افریقن کی تعلیم کے لئے ایک اور ذریعہ یہ اختیار کیا گیا، کہ گورنمنٹ افریقن سکولوں میں مذہبی تعلیم کے لئے ہفتہ میں دو دن وقت رکھا جاتا ہے، عیسائی مشنری اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن آج تک مسلمانوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا تھا، یہ نہیں کہ ان کیلئے موقعہ نہیں تھا، موقع تو تھا لیکن ان لوگوں نے سُستی کی، اور گورنمنٹ سے معاوضہ کا مطالبہ کیا، حالانکہ گورنمنٹ اس کام کیلئے عیسائیوں کو بھی کچھ نہیں دیتی تھی، چہ جائیکہ ان کو دیتی۔ اللہ تعالےٰ نے سب سے اوّل ہمیں اس ذریعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا، اور گورنمنٹ افریقن سکول ٹبورا میں باقاعدگی سے لڑکوں کو دینی تعلیم دینی شروع کی گئی، اور اس طور پر عیسائی لڑکوں سے بھی تعلقات قائم ہوئے، اور ان میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کی جاتی رہی۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری اس کوشش کو بھی بارآور فرمایا، اور ایک طالب علم جو اَب اس سکول سے فارغ ہو کر اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس کی حیثیت میں ڈڈوما میں ملازم ہے احمدیت سے اس قدر اُنس و تعلق رکھتا ہے کہ شرح کے مطابق چندہ دینے کے علاوہ اس نے جوبلی فنڈ میں بھی دس شلنگ چندہ دیا ہے۔ سکولوں کے علاوہ قیدیوں میں بھی ہفتہ وار تعلیم کے لئے وقت لیا گیا، اور مسلمانوں میں سے سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ موقعہ بخشا۔ ٹبورا جیل میں بہت اچھا کام ہوا، اور بعض قیدی احمدیت قبول کرنے کے بعد غیر معمولی رنگ میں اسلام کے شیدائی اور سلسلہ سے محبت میں ترقی کر رہے ہیں، اور سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ بے حد شوق سے کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں مشرقی افریقہ کے مختلف علاقوں کا دورہ کر کے لیکچر دیئے جاتے ہیں، اور عیسائیت کے اعتراضات کے جواب، اور احمدیت و اسلام کی صداقت کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ اِس وقت صرف ٹبورا میں تین سو کے قریب افریقن احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں، اور وہ اخلاص و محبتِ سلسلہ میں ترقی کر رہے ہیں۔ انہیں مشکلات بھی پیش آتی ہیں، تنگ بھی کیا جاتا ہے، اور ان کی مقتولوں کی توہین بھی کی جاتی ہے، لیکن وہ صبر کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کر رہے ہیں، اور اب خدا کے فضل سے ایک ایسی رَو پیدا ہو رہی ہے، کہ لوگ احمدیت میں جوق در جوق داخل ہوں۔ افریقہ سے روانگی کے دن بھی سترہ افریقن نے بیعت کی، اور احمدیت میں داخل ہوئے۔ جماعت احمدیہ سکول اور رسالہ وغیرہ کے اخراجات کو برداشت کر رہی ہے، علاوہ ازیں اسلام کا باقاعدہ تبلیغی مرکز قائم کرنے کیلئے ٹبورا میں چھ ایکڑ زمین ایک احمدی دوست نے اس غرض کیلئے وقف کر رکھی ہے، نیروبی میں تیس ہزار شلنگ سے عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی ہے، کمپالہ میں بھی زمین حاصل کر لیگئی ہے، اور مسجد کی تعمیر کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

ہماری تبلیغی جدوجہد کو دیکھتے ہوئے ۱۹۳۷ء کی سالانہ رپورٹ میں جو گورنمنٹ نے شائع کی ہے، یہ لکھا ہے کہ:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

During the year a new Muslem teacher arrived in Tabora who shocked the sleepy and the orthodox by his energy. He keeps the peace and continues on his way.[ے]

یعنی دوران سال میں ایک نیا مسلم استاد ٹبورا میں آیا، جس نے خوابیدہ اور پرانے خیال کے باشندوں میں اپنی قوت کے ساتھ ہلچل پیدا کر دی ہے، وہ پُرامن طریقہ سے اپنے کام کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

افریقن مسلمانوں کے مختلف دیہات میں مکتب کثرت سے ہیں، اس قسم کے سکولوں کو "قرآنی سکول" کہا جاتا ہے، اور بہت حد تک یہ مکتب بھی مفید کام کر رہے ہیں، سارے مشرقی افریقہ میں مجھے ایک سوسائٹی الجمعیۃ الاسلامیہ کا کام پسند آیا ہے، دارالسلام کے چند نوجوانوں نے ملکر یہ سوسائٹی بنائی ہے، جو نہایت محنت و شوق سے یہ دینی کام کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک سکول کھول رکھا ہے، جو شہر کے بچوں کی دینی ضروریات کو بہت حد تک پورا کر رہا ہے۔ بہت سی باتیں قابل اصلاح ہیں، لیکن بایں ہمہ ان کی جدوجہد اور کوشش مسلمانوں کی تعلیم کیلئے مبارک ہے۔ یہ سکول دو حصوں پر مشتمل ہے، لڑکوں کیلئے الگ اور لڑکیوں کیلئے الگ۔ مشرقی افریقہ میں زنجبار کے بعد یہ پہلی جگہ ہے، جہاں میں نے مسلمان لڑکوں کو ایک بہت بڑی تعداد میں پڑھتے دیکھا۔ خاکسار نے گذشتہ اکتوبر میں اس سکول کے ہر دو حصوں کو دیکھا، اور اس میں اسلامی تعلیم کی موٹی موٹی باتوں کے متعلق دو لیکچر دیئے۔ ٹانگانیکا کو اگر اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دیا جائے، تو اس کے ملحقہ علاقوں میں اس علاقہ کے ذریعہ سے بہت اثر ڈالا جا سکتا ہے، اور اشاعت اسلام کا کام بہت حد تک کامیاب طور پر کیا جا سکتا ہے، اس وقت احمدیہ دارالتبلیغ مشرقی افریقہ کے پیش نظر ٹانگانیکا کے بعد یوگنڈا میں کام شروع کرنیکی سکیم ہے، اور حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس طرف خاص توجہ ہے، اور امید ہے کہ یوگنڈا اور دوسرے علاقوں میں آخر کار اسلام کا ہی غلبہ ہوگا۔ تہذیب و تمدن کی ترقی، اور اس کے ساتھ علمی ترقی، وہاں کے باشندوں کے دماغ میں یہ بات بٹھا دیگی، کہ انکی ضروریات اور طبعی تقاضوں کا پورا

ے (Annual Report on native adminitration 1937.)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنا عیسائیّت کے لئے ایک عُقدہ لاینحل ہوگا، اور آخرکار انہیں ایک ایسے عالمگیر مذہب کی آغوش میں آنا پڑے گا، جو اُن کی ہر بات میں راہ نمائی کرنے والا، اور ان کی فطرت کے عین مطابق ہو۔ یہی وجہ ہے، کہ بعض عقلمندوں نے یہ سوال اُٹھایا، کہ افریقہ کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا یا عیسائیّت؟ حالانکہ عیسائیّت کی موجودہ جارحانہ کارروائیوں کو دیکھتے ہوئے یہ سمجھنا مشکل ہے، کہ آئندہ مذہب اسلام ہوگا، لیکن چونکہ عیسائیّت انسان کے ذہنی ارتقاء کے ساتھ نہیں چل سکتی، بلکہ وہ ہر قدم پر فیل ہو رہی ہے، اس لئے اسلام کی ترقی کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور مشرقی افریقہ میں بھی علمی ترقی کے ساتھ جو ذہنی ارتقاء ہوگا، تو یکدم یہ بات افریقن پر ظاہر ہو جائے گی، کہ عیسائیّت ان کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ عیسائیّت عالمگیر و جامع تعلیم نہیں، اور انسانی فطرت کے تقاضوں کو پُورا کرنے کے لئے اپنے اندر کوئی حَل نہیں رکھتی، اور وہ مجبور ہوں گے، کہ اسلام میں فوج در فوج داخل ہوں۔ چنانچہ خود عیسائیوں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے، اور وہ لکھتے ہیں۔

"Christianity, as a rule, is less attractive to the african than Islam, and if the natives follow their own desires their chief tendencies will drive then in the direction of Islam. (Tanga nyika and its future. P. 61)

یعنی عیسائیت افریقن کے لئے عام طور پر اپنے اندر اسلام کی نسبت کم کشش رکھتی ہے، اور اگر ملکی لوگ اپنے طبعی رجحانات کی پیروی کریں، تو ان کے بڑے بڑے میلانات انہیں اسلام کی طرف دھکیل کر لے جائیں گے۔

یہ الفاظ ایک عیسائی کے قلم سے نکلے ہیں، اور ان میں افریقن میلان کا سچّا و واقعی اظہار ہے، یہ عجیب بات ہے، کہ ایک طرف تو عیسائی مشرقی افریقہ سے اسلام کو نکلا ہوُا سمجھتے ہیں، مگر دوسری طرف وہ یہ بھی محسوس کر رہے ہیں، کہ جونہی ملکی باشندوں کو ذہنی آزادی اور ارتقاء حاصل ہوگا، وہ اس بات کو محسوس کرنیکے قابل...... ہوجائیںگے، کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب اُنکے فطرتی تقاضوں کو پُورا نہیں کر سکتا۔ اور انکے لئے اسلام کی آغوش میں پناہ لینے کے سواء کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

نمبر ۵۲۸۶ ۔ منکہ حسن دین ولد محمد دین قوم کھرے راجپوت پیشہ آرہ مشین عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن لاہور ریلوے روڈ ڈاکخانہ امرت دھارا ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱۲/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد مکان خام واقعہ موضع ترگڑی ضلع گوجرانوالہ مالیت نصف حصہ -/۷۵۔ دوم ایک عدد مکان محمد نگر میورروڈ لاہور مالیت نصف حصہ -/۲۰۰۔ سوم زمین سفید بقدر ۱۰ مرلہ محلہ دارالبرکات قادیان مالیّت نصف حصّہ -/۱۵۰ روپیہ دکان آرہ مشین ریلوے روڈ لاہور -/۵۰۰ روپیہ نصف حصّہ ملبہ مکان ریلوے روڈ لاہور جسکی زمین کرایہ پر ہے، مالیت نصف حصّہ -/۱۲۵ روپیہ ہے مَیں اسکے جس کی کل میزان -/۸۳۰ ہے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، اگر میرے مرنے کے بعد میری جائیداد زائد ثابت ہو، تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد بمد وصیّت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو اسقدر رقم یا جائیداد حصّہ وصیّت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ نیز مَیں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصّہ تاحین حیات داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری موجودہ آمد تقریباً ۲۰ روپے ماہوار ہے۔ العبد: حسن دین بقلم خود آرہ مشین ریلوے روڈ باغ برکت علی خاں متصل امرت دھارا لاہور۔ گواہ شد: مرزا محمد حسین بقلم خود جنرل محصل بیت المال۔ گواہ شد: مستری محمد حسین برادر حقیقی موصی ؛

نمبر ۵۲۸۷ ۔ منکہ امیر علی خاں ولد شیخ بہادر خاں قوم راجپوت خانزادہ پیشہ ٹھیکیداری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن ٹونخی شان سٹیٹ ڈاکخانہ وضلع خاص صوبہ ایربرہا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۱۰/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ مَیں کام ٹھیکیداری کا برما ضلع ٹونخی میں کرتا ہوں میری آمد اس وقت پچاس روپے ماہوار ہے۔ جسکے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ چندہ وصیّت کا ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر آمد بڑھتی گئی۔ تو اس کے مطابق وصیّت میں بھی اضافہ ہوتا رہیگا۔ علاوہ اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah
میری جدی جائداد از قسم زمین بھی موضع اجوئی ڈاکخانہ حسن پور ضلع سلطان پور (یو-پی) میں پچاسی بیگھہ ہے، جو تین ہزار میں رہن ہے۔ جسکے فک کرانیکی کوشش کر رہا ہوں۔ جب وہ فک ہوگئی، اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت مشتمل ہوگی۔ مَیں اس زمین کا ۱/۱۰ حصہ فروخت کرکے موجودہ نرخ کے حساب سے قیمت اداکرو دونگا۔ یا اسکا ۱/۱۰ حصہ انجمن کے سپرد کر دونگا۔ اور اس کے علاوہ جو میری جائیداد میرے مرنے پر ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جسکی ادائیگی کے ذمہ دار میرے ورثا ہونگے۔ سردست جو میرے پاس میری جائیداد ہے وہ مَیں نے لکھدی ہے۔ العبد۔ امیر علیخاں بقلم خود ٹونجی شان سٹیٹ اپر برما۔ گواہ شد۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد۔ عبداللہ خاں کلرک برہما رائفلز میمو۔ برہما۔

نمبر ۵۲۲۷۔ منکہ عبدالحکیم ولد فضل الٰہی قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن شمیر حال مہاجر قادیان دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) مکان خام واقعہ شمیر ضلع گوجرانوالہ قیمتی -/۸/۱۷۲-(۲) زمین موروث وبیع -/-/۲۵۰- (۳) گرو زمین -/۱۹۳ (۴) مکان قادیان بیع محلہ دارالرحمت -/۱۳۰۰ (۵) مکان قادیان گرو -/۷۰۰ (۶) نقد -/۱۳۔ کل میزان -/۸/۲۶۲۸۔ قرضہ جو میرے ذمہ ہے -/۱۲۵۵۔ باقی -/۸/۳/۱۳۷۔ مَیں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی نیز میری -/۱۵ روپے ماہوار پنشن ہے اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ اداکرتا رہونگا۔ العبد۔ عبدالحکیم دارالرحمت گواہ شد۔ غلام محمد امام مسجد محلہ دارالرحمت۔ گواہ شد۔ غلام حیدر پوسٹل پنشنر۔

نمبر ۴۹۳۲۔ منکہ عزیزہ بیگم زوجہ ملک اللہ رکھا گڈس کلرک قوم ککے زئی پٹھان عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن نوشہرہ ککے زئیاں ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت زیورات طلائی وزنی ۱۰ تولہ اور مبلغ ایکہزار روپیہ بابت حق مہر جو بذمہ خاوند ہے اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کیوقت اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مَیں انشاء اللہ کوشش کرونگی کہ مَیں وصیت کے حصہ کو اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ الامۃ:۔ خاکسارہ عزیزہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ اللہ رکھا گڈس کلرک خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز والد موصیہ پنشنر بقلم خود۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۲۶۹۔ منکہ عنایت علیخاں ولد احسان علیخاں قوم راجپوت پنشنر عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۹ء ساکن بڈیر ڈاکخانہ خاص ضلع نابھہ ریاست۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اسوقت میری جائداد حسب ذیل ہے (۱) اراضی زرعی اسّی بیگھہ خام جسکے مَیں اور میرا چھوٹا بھائی نعمت علیخاں بحصہ برابر مالک ہیں۔ میرے نصف حصہ چالیس بیگھہ کی قیمت اندازاً ۔/۲۰۰۰ روپیہ ہے۔ (۲) مکان سکنی پختہ وخام جسکی قیمت اندازاً مبلغ پانچصد روپیہ ہے جس میں میرا نصف حصہ ہے۔ (۳) دوسرا مکان سکنی خام جس میں میرا نصف حصہ ہے اس نصف حصہ کی قیمت ۔/۵۰ روپیہ ہے۔ (۴) سفید زمین ۱۴۷ تعدادی ایک کنال واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان جسکی قیمت خرید ۔/۳۵۰ روپیہ ہے اور اگر کوئی اور جائداد میرے بعد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی (۵) چونکہ میری جائداد مندرجہ پشت ہذا کی مجموعی قیمت ۔/۲۶۵۰ روپیہ ہوتی ہے۔ اس واسطے میں مبلغ ۔/۲۶۵ روپے جو مجموعی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ ہے) کی وصیت کرتا ہوں۔ مَیں کوشش کرونگا۔ کہ میری زندگی میں ہی زر وصیت ادا ہو جائے بصورت دیگر میری قادیان کی جائداد ادائگی حصہ وصیت کی ضامن ہوگی (۶) اسکے علاوہ مَیں اپنی پنشن مبلغ ۔/۳۷ روپے ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں جو باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ العبد: عنایت علی خاں ریٹائرڈ ایکسائز انسپکٹر بڈیر نابھہ۔ گواہ شد۔ علی محمد بی۔ اے بی ٹی پریذیڈنٹ دارالفضل قادیان۔ گواہ شد۔ کریم اللہ پنشنر پٹواری پائل ریاست پٹیالہ ؛

نمبر ۵۲۶۸۔ منکہ امام علی ولد جمعہ خاں صاحب قوم تھیم پیشہ ملازمت عمر قریباً ۴۳ سال تاریخ بیعت ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء ساکن حضور پور ڈاکخانہ بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۱۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) مکان سکونتی یک مرلہ بزمین ۱/۲ ۳ مرلہ قیمتی اندازاً مبلغ تین صد روپیہ (۲) ماہوار آمد مبلغ ۳۲ روپے جو کہ تنخواہ کی صورت میں ہے مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اگر میری کوئی اور جائداد میری وفات کے بعد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر مَیں اپنی زندگی میں اس جائداد کے حصہ وصیت کردہ میں سے کوئی جائداد یا کوئی رقم حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ العبد:۔ امام علی ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول حضور پور ضلع شاہ پور بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبدالرشید ولد میاں احمد دین بھیرہ۔ گواہ شد،۔ محمد شفیع ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ۔

نمبر ۵۲۳۷۔ منکہ خوشی محمد بی۔ ایس۔ سی ولد چوہدری ولی محمد صاحب قوم جٹ کا قواں پیشہ زمینداری پیدائشی احمدی عمر ۲۶ سال ساکن چک ۵۴۳/E.B ڈاکخانہ بوڑیوالہ منڈی ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۹/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ (۲) میرا گذارہ زمیندارہ آمد پر ہے جو تخمیناً ۔/۴۵۰ روپے سالانہ ہے میں اپنی اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ ہر دو فصل خریف و ربیعہ پر باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ (۳) میری وفات پر جسقدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھ دی ہے کہ سند رہے۔ العبد۔ خوشی محمد بی۔ ایس سی (ایگریکلچر) چک ۵۴۳/E.B ڈاکخانہ بوڑیوالہ ضلع ملتان۔ گواہ شد، محمد علی احمدی۔۔ ...... معلم دار ایگریکلچر چک ۵۴۳ مذکور۔ گواہ شد، فیض احمد اسسٹنٹ ... الملک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۲۶۷۔ منکہ محمد معین الدین ولد سیٹھ محمد غوث صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۸ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اسوقت میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں البتہ جائداد منقولہ بصورت کتب وفرنیچر وغیرہ جسکی جملہ قیمت ایکہزار روپیہ ہے۔ مجھے عـــہ ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جو جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد: محمد معین الدین سالا دبلڈنگس حیدرآباد دکن۔ گواہ شد: ذوالفقار علی خاں بقلم خود ناظم تجارت تحریک جدید۔ گواہ شد: محمد اعظم ۵۵۱۵ مچھلی کمان حیدرآباد دکن۔

نمبر ۵۲۹۹۔ منکہ رحمت علی ولد اللہ دو دھایا قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۰۵ء ساکن موضع مانگا ڈاکخانہ فلورا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

(۱) زمین واقع موضع مانگا ضلع سیالکوٹ قیمتی اندازاً ۱۵۰/- روپے (۲) مکان واقعہ موضع مانگا مالیتی بیس روپے جس میں میرا حصہ دس روپے ہے۔ کل ۱۶۰/- روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت (یعنی ۱۶/- روپے) بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو مبلغ ۸/- روپے ماہوار بحیثیت ملازم مجھے احمدیہ ہوسٹل لاہور سے ملتی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا ہوں گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ کروں۔ تو اسی قدر حصہ وصیت سے منہا سمجھا جائیگا۔ اس کے علاوہ مرنے کے بعد بھی جو میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: نشان انگوٹھا رحمت علی۔ گواہ شد: محمد سردار شاہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ گواہ شد: نصیر احمد شاہ احمدیہ ہوسٹل لاہور۔

نمبر ۵۲۹۳۔ میں غلام حسین ولد چوہدری غلام محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ دوکانداری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۱ء ساکن کاہنووان ڈاکخانہ کاہنووان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم دسمبر ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری آمدنی موجودہ صورت میں قریباً دس روپیہ ماہوار ہے میں اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں چونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ موجود ہیں اسلئے تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وہی مالک ہیں۔ میری وفات کے بعد جسقدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: غلام حسین احمدی ولد چوہدری غلام محمد راجپوت ساکن کاہنووان۔ گواہ شد: محمد عبداللہ احمدی بی۔ اے برادر موصی کاہنووان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد: سید عبدالعزیز سیکرٹری انجمن احمدیہ کاہنووان۔ ۱۲/۸ ۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اُسے بُرا محسوس کرتے ہیں، اگرچہ اس کا اثر باقی لوگوں کے حقوق پر بہت کم پڑتا ہے، مثلاً گالیاں دینا، جھوٹ بولنا، وغیرہ یہ مُنکَر میں شامل ہیں۔ اس سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے لوگوں کو ذہنی نقصان پہونچتا ہے۔ اور تیسرا مقام بغی یعنی کسی کا حق مار لینا قرار دیا ہے۔ یہ بدی نہ صرف یہ کہ لوگوں کو محسوس ہی ہوتی ہے، بلکہ اس سے انہیں نقصان بھی پہونچتا ہے۔ دنیا کی تمام بدیاں انہیں تین اقسام میں شامل ہیں۔ یا وہ ایسی ہوں گی، جو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں، اور یا ایسی کہ لوگ انہیں دیکھتے ہیں اور انہیں ان سے ذہنی صدمہ پہونچتا ہے، اور یا وہ لوگوں کے حقوق پر اثر انداز ہوتی ہوں گی۔ قرآن مجید نے ان ہر سہ اقسام کی بدیوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ اور وہ ترکیب بھی بیان فرما دی ہے جس سے انسان ان بدیوں کو چھوڑ سکے۔

دوسری بات مکمل تعلیم کے لئے یہ ضروری ہے، کہ اس میں تمام فطرتوں کا لحاظ رکھا گیا ہو، اور یہ بات بھی اس میں موجود ہے، کیونکہ دُنیا میں بعض انسان ایسے ہیں جو فحشاء میں مبتلاء ہوتے ہیں، لیکن ظلم کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور اسی طرح کئی ایسے بھی ہوتے ہیں، جو کسی کا مال تو اُٹھا لیں گے، مگر جھوٹ سے ان کو نفرت ہوگی۔ پھر بعض اس طبیعت کے بھی ہوتے ہیں، جنہیں جھوٹ سے نفرت ہوگی اور وہ کسی کا حق بھی نہیں مارتے ہونگے، لیکن وہ شریعت کی بیان کردہ ان بدیوں میں مبتلا ہونگے جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً کسی کے متعلق دل میں کینہ رکھنا، یا اس کی عیب جوئی کرنا، یا چغلی کھانا وغیرہ۔

اللہ تعالےٰ نے یہاں تین جامع الفاظ رکھکر ہر قسم اور سب طبائع کی بدیوں کو شامل کرلیا ہے، اور ایسا ہی نیکیوں کے ذکر میں ہر قسم کے میلان والوں کو جمع کردیا ہے، کوئی عدل کرتا ہے، تو کوئی احسان، اور کوئی حسن سلوک، سب کے لئے آگے ترقی کا راستہ بتلا دیا۔ اور اس خلق کی تکمیل پر زور دیا۔ اور پھر طبیعتوں میں بھی مدارج کا لحاظ رکھتے ہیں۔ نیکی کے درجوں کو نیکی کے نچلے درجے سے شروع کیا ہے، اور بدی کے مدارج کو بدی کے نچلے درجے سے۔ اس ذکر سے یہ مقصود ہے، کہ انسان کو نیکی کے حاصل کرنے اور بدی سے بچنے کا طریق بھی بتا دیا جائے۔ صرف یہ نہیں فرمایا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۳۰۱۔ منکہ محمد یوسف ولد غلام قادر قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر تیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادر آباد موضع جھول ڈاکخانہ خانپور ضلع رحیم یار خاں صوبہ ریاست بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ دسمبر ۱۹۳۸ء مطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۳۵۷ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری اسوقت جائداد ۲/۱۲ بیگہ دو کنال واقع موضع جھول تحصیل خانپور میں ہے جس کی قیمت -/۹۸۴ روپے ہے۔ (۲) ایک مکان سکنی واقعہ محلہ ریتی چھلہ قادیان جو بطور رہن مبلغ -/۷۰۰ روپیہ میں لیا گیا ہے۔ اس میں سے ۱/۲ حصہ قیمتی -/۱۷۵ روپیہ میرے حصہ کا ہے مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۳) اس کے علاوہ سالانہ آمد جس قدر ہوگی اسکے حصہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ (۴) میرے مرنے کے وقت آئندہ جو جائداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۵) اگر مَیں جائداد کے حصہ وصیت کی رقم اپنی حین حیات میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردوں۔ تو وہ حصہ باقی ملکیت جائداد سے منہا ہوگا۔ یہ وصیت روبرو گواہانِ ذیل کے لکھدی گئی ہے۔ تاکہ سند رہے۔ تحریر ۳ دسمبر ۱۹۳۸ء

العبد۔ محمد یوسف ولد میاں غلام قادر بقلم خود۔ گواہ شد۔ خاکسار عبد اللطیف سیکرٹری جماعت احمدیہ خانپور ریاست بہاولپور بقلم خود۔ گواہ شد۔ مولوی محمد اسمٰعیل ولد حسن محمد قوم ارائیں سکنہ کوکھووال حال ساکن موضع جھول تحصیل خانپور ریاست بہاولپور بقلم خود؛

نمبر ۵۳۰۲۔ مَیں مختار احمد ولد شاہ دین صاحب جاگیردار قوم قریشی پیشہ زمیندارہ عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ماہل پور ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیار پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں کیونکہ قبلہ ام والد صاحب بزرگوارم بفضل خدا زندہ ہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ دس روپیہ ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کیوقت میری جسقدر جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر مَیں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط۔ العبد۔ مختار احمد رکن مجلس خدام الاحمدیہ ماہل پور ضلع ہوشیار پور حال دار الرحمت قادیان ضلع گورداسپور ۱۸ ۱/۳۹۔ گواہ شد۔ امام الدین ولد محمد صدیق سیکھوانی بقلم خود محلہ دار الرحمت۔ گواہ شد۔ محمد شریف خاں ولد مولوی عبد القادر صاحب (لودیانوی) حال قادیان محلہ دار الرحمت ۱۸ جنوری ۱۹۳۹ء؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۳۰۳ ۔ مَیں نورجہاں بیگم بیوہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی مرحوم قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر باسٹھ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء حال ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد صرف دو مکان ہیں مبلغ دو ہزار روپیہ کا حصہ ہے۔ جو لاہور حویلی کابلی مل میں میرے لڑکوں کے ساتھ مشترکہ ہے۔ اور جو مجھے بطور ورثہ میرے مرحوم خاوند سے ملا ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد اس کے سوا میری ملکیت ثابت ہو، تو میرے سب ترکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: نشان انگوٹھا نورجہاں بیگم گواہ شد:۔ سید عبدالحی آف منصوری ۲۰/۹/۳۸ گواہ شد:۔ محمد یوسف قریشی بقلم خود قریشی بلڈنگز کابلی مل لاہور گواہ شد:۔ حکیم محمد یعقوب قریشی بقلم خود۔

نمبر ۵۳۰۴ ۔ مَیں شریف احمد ولد چوہدری غلام حسن صاحب سفید پوش قوم جٹ باجوہ پیشہ تعلیم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حسن منزل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ / فروری ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ساڑھے بارہ کیلہ اراضی زرعی واقع چک ۱۰۹ جھنگ برانچ ڈاکخانہ فرید آباد ضلع لائلپور۔ اس کے علاوہ میری منقولہ وغیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے مَیں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد صدر انجمن قادیان کو بحساب وصیت دیدوں تو وہ حصہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی۔ اس جائداد کے علاوہ جو جائداد مَیں پیدا کروں۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ میری اسوقت اور کوئی آمد نہیں ہے۔ جس وقت میری کوئی آمد ہو جائیگی۔ تو اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد:۔ شریف احمد باجوہ بی۔اے حال مقیم ۵۶ مونٹ مرانسی ہال لاء کالج لاہور۔ حسن منزل محلہ دارالفضل قادیان ۱۰/ فروری ۱۹۳۸ء۔ گواہ شد:۔ غلام حسن سفید پوش حسن منزل محلہ دارالفضل قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد:۔ مشتاق احمد بقلم خود۔ حسن منزل محلہ دارالفضل قادیان۔ ۱۰/ فروری ۱۹۳۸ء۔

نمبر ۵۳۰۵ ۔ منکہ مرزا غلام سرور احمدی ولد مرزا علی گوہر قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۱۵ سال تقریباً تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن کوٹلہ مغلاں ڈاکخانہ خاص ضلع ڈیرہ غازیخاں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۳۸ حسب ذیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے (۱) ایک مکان خام جس میں میرا ۲/۳ حصہ ہے مالیتی سالم سہ صد روپیہ ہے۔ اس میں دوصد روپیہ کا حصہ ہے۔ (ب) مبلغ -/۲۲۴۴ ۲ روپیہ بصورت پراویڈنٹ فنڈ ڈسٹرکٹ ڈیرہ غازیخاں میں ہے جس کی وصولی اختتام عرصہ ملازمت پر ہوگی۔ اور اس کی ادائیگی بھی اسوقت ہوگی (۲) لیکن میرا گذارہ جائداد مذکورہ پر نہیں ہے بلکہ گزارہ ماہوار آمد پر جو -/۴۷ روپے ماہوار کے حساب سے ملتا ہے میں تازیست اس ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ میری جائداد کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردی ہے العبدہ۔ مرزا غلام سرور احمدی سکنہ کوٹلہ مغلاں گواہ شد۔ اللہ بخش غازی۔ گواہ شد: فیض احمد انسپکٹر بیت المال

نمبر ۵۲۵۶ شدہ۔ منکہ برکت بی بی بیوہ میاں اللہ دتا صاحب قوم راجپوت عمر ۵۰ سال ساکن بکھو کے معماراں ڈاکخانہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک مکان قیمتی -/۱۱۰ روپیہ پختہ وخام جو بکھو کے معماراں گاؤں میں ہے۔ میرا ایک جوڑی کڑے چاندی کے وزن ۲۰ تولہ قیمت عنہ روپیہ تقریباً ہے۔ حق مہر عہ روپے جو خاوند کے مرنیکے بعد بخش دیا تھا۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں میں اس موجودہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنیکے بعد جو جائداد ثابت ہو۔ تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ۔ برکت بی بی بیوہ میاں اللہ دتا نشان انگوٹھا دارالرحمت۔ گواہ شد بقلم خود میاں محمد لطیف پسر موصیہ۔ گواہ شد۔ مرزا محمد حسین جنرل محصل بیت المال قادیان ؛

نمبر ۵۲۵۷ شدہ۔ منکہ حمیدہ بی بی زوجہ محمد لطیف قوم راجپوت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد جس کی تفصیل یہ ہے۔ مہر -/۱۲۵ روپے ہے زیور کوئی نہیں اور مہر میرے خاوند کے ذمہ ہے میں اس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میرے مرنیکے بعد جائداد اور زائد ثابت ہو۔ تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ۔ نشان انگوٹھا حمیدہ بی بی۔ گواہ شد بقلم خود میاں محمد لطیف مستری خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ مرزا محمد حسین جنرل محصل بیت المال ؛

نمبر ۵۲۵۸ شدہ۔ منکہ سراجدین ولد شیخ قطب الدین قوم آنند پیشہ خیاطی عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن چک نمبر ۳۰/۱۱-L ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱/۳۹ حسب ذیل وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہوں۔ (۱) موضع کلاسوالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں میری ایک دوکان پختہ وخام جسکا حدود اربعہ جانب شمال بازار جانب جنوب گلی جانب شرق دوکان دلو مہرا جانب غرب دکان باوا دتہ مل مہاجن وایک مکان رہائشی پختہ دو منزلہ جسکا حدود اربعہ جانب شمال مکان حبیب اللہ و خلیل احمد برادر زادگان جانب جنوب مکان بوا دتہ مہرا جانب شرق مکان حاجی عبد العظیم برادر حقیقی۔ جانب غرب راستہ شارع عام اور ایک حویلی مال مویشی پختہ وخام جس کا حدود اربعہ جانب شمال مکان نبی بخش موچی۔ جانب جنوب راستہ شارع عام جانب شرق دکان ابراہیم نواب اللہ رکھا موچی۔ جانب غرب سفید زمین شاملات دیہہ ان ہر سہ مکان کی قیمت تخمینًا مبلغ دو ہزار روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۲) چک ۱۵۹/۱۰R تحصیل خانیوال ضلع ملتان موازی چھ مربعہ اراضی بشراکت دیگر حصہ داراں مالک موروث ہوں جس میں مظہر ۱/۶ حصہ کا مالک موروث ہے تاحال ملکیت حاصل نہیں کی۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں تا وقتیکہ ملکیت حاصل نہ کرلوں اسکی پیداوار سے بعد وضع معاملہ ہر قسم سرکار ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ (۳) سلائی کا کام کرتا ہوں۔ اس کی آمدنی کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اسلئے جو آمدنی ہوگی اسکا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ (۴) فقرہ نمبر ۱ و ۲ کے علاوہ اس وقت میری اور کوئی جائداد نہیں۔ اگر مظہر اپنی کوئی جائداد پیدا کرے۔ یا میرے مرنیکے بعد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ (۵) اگر کوئی رقم قیمت جائیداد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کرونگا۔ تو میرے مرنیکے بعد رقم داخل شدہ منہا کرکے باقی میری جائداد سے وصول کرنیکا حق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہوگا۔ (۶) میری وفات کے بعد میرے ورثاء اس وصیت کے پابند ہونگے۔ العبد۔ سراجدین موصی بقلم خود۔ گواہ شد: باغدین نمبردار و نائب ذیلدار و سیکرٹری مال انجمن احمدیہ موصی ۵۲۹۹ چک ۳۰/۱۱.L گواہ شد: محمد علی سیکرٹری تبلیغ بقلم خود

نمبر ۵۳۰۳: منکہ حسین بی بی زوجہ چوہدری غلام محمد صاحب قوم راجپوت عمر تقریبًا ساٹھ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۱ء ساکن کاہنووان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد جس قدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائداد بتفصیل ذیل کی قیمت یکصد روپیہ ہے۔ ڈنڈیاں طلائی ۳ تولہ ۲؍ مندری طلائی دو عدد یک تولہ ۲؍ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں مہر میں نے وصول کرلیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے مبلغ پانچ روپے ماہوار ذاتی خرچ کیلئے ملتے ہیں۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت کرتی ہوں۔ الامۃ: حسن بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: محمد عبد اللہ احمدی پسر موصیہ کا ہنوداں گواہ شد: غلام حسین موصیہ کا ہنوواں۔

نمبر ۵۳۰۵: منکہ حمیدہ خاتون زوجہ صدیق احمد قوم شیخ عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{۳۹}$ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت منقولہ وغیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ۵۰۰/- مہر جو کہ میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اور ایک سو روپیہ کا زیور ہے (اسی روپے کا زیور طلائی اور بیس روپے کا زیور نقرئی) کل چھ صد روپیہ میری جائداد ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسوقت میری کوئی اور جائداد نہیں اگر میرے مرنیکے بعد اور بھی میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی اور میرے ورثاء کا فرض ہوگا کہ میری اس وصیت کی پوری پوری پابندی کریں اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرونگی تو وہ رقم حصہ وصیت جائداد ۱/۱۰ سے منہا کر کے باقی رقم صدر انجمن احمدیہ میرے ورثاء سے وصول کر سکتی ہے۔ الامۃ: حمیدہ خاتون بقلم خود۔ گواہ شد: عبد السلام بھنگالوی قادیان۔ گواہ شد: صدیق احمد خاوند موصیہ قادیان

امرت بوٹی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا

امرت بوٹی کے استعمال کرنے سے کمزور سے کمزور انسان مضبوط اور طاقتور ہوجاتا ہے۔ امرت بوٹی تمام بے احتیاطیوں کیلئے زبردست اکسیر ہے۔ امرت بوٹی بوڑھوں اور کمزوروں کو طاقت بخشتی ہے۔ امرت بوٹی مردانہ کمزوریوں اور کثرت پیشاب۔ کمزوری مثانہ۔ ذیابیطس وغیرہ کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔ علاوہ ازیں امرت بوٹی کے استعمال کرنے سے معدہ سول۔ جگر۔ دماغ قوی اور مضبوط ہوجاتے ہیں۔ ایسے نوجوان جو دبلے پتلے۔ کمزور رہتے ہوں۔ ان کیلئے ایک بہترین اکسیر ہے۔ قیمت ۵۰ گولی کی شیشی عہ ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش عــ۲/۱۲

پائیرس ٹوتھ پوڈر اینڈ پائیرس لوشن: پائیریا۔ ماسخورہ ودیگر جملہ امراض دندان کیلئے یہ دونوں اکسیر ہیں بہت مفید اور سالہا سال کی مجرب ہیں۔ قیمت ہر دو اکسیرات صرف عــ ۲/ رہ

ملنے کا پتہ: مینیجر احمدیہ یونانی فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ۔ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم عدل، احسان، اور ایتاءِ ذی القربیٰ کرو، بلکہ اس کا طریق بنایا ہے، کہ پہلے عدل کرو، عدل سے تم میں احسان کرنے کی رغبت و قابلیت پیدا ہوگی، اور پھر احسان کی مشق سے تم میں ایتاءِ ذی القربیٰ کی قابلیت پیدا ہوگی۔ نیکی نیچے سے اُوپر کو ترقی کرتی ہے، اور بدی کا ترک کرنا اُوپر سے نیچے کی طرف کو ہوتا ہے۔ یعنی پہلے بڑی بدی کو چھوڑا جائے، پھر اس سے چھوٹی کو اور پھر اس سے چھوٹی کو۔ چنانچہ اس جگہ فرمایا پہلے تم بغی اور ظلم کو چھوڑو، ایسا کرنے سے تمہیں مُنکَر سے اجتناب کی توفیق ملے گی، اور جب مُنکَر سے اجتناب کی مہارت ہوجائیگی، تو آخر کار پوشیدہ اور مخفی بدیوں سے بھی بچنے کی توفیق مل جائے گی۔ یہ نہیں کہا، کہ ایک گال پر تھپڑ لگے، تو دوسری گال بھی پھیر دو، بلکہ نہایت اعلےٰ تعلیم دی، پھر اس پر عمل کرنے کا طریق بھی بتایا۔

نیکی کرنے میں سب سے چھوٹی نیکی پہلے آتی ہے، اور بدی کے ترک میں سب سے بڑی بدی کو پہلے چھوڑا جاتا ہے۔ اس کی مثال سیڑھی کی ہے۔ کہ جو انسان نیکی کی عمارت پر چڑھنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے نچلے زینہ پر قدم رکھے گا۔ اور پھر ایک زینہ سے ترقی کرتا ہُوا وہ اُوپر چڑھ جائیگا اور جو شخص بدیوں کے مکان پر چڑھ چکا ہے، اور وہ نیچے اترنا چاہتا ہے، تو اسے سب سے پہلا قدم اُوپر کے زینہ پر رکھنا ہوگا، اور پھر تدریجاً وہ نیچے آئے گا۔ اور یہی تعلیم ایسی ہے جس پر عمل کیا جا سکے۔ مثلاً ایک خونخوار ڈاکو سے یہ کہنا کہ تم ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسری بھی پھیر دیا کرو، مضحکہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا، لیکن اسے یہ کہنا کہ البغی کو ترک کرو، تو یہ عین مناسب اور صحیح طریق ہے۔ چنانچہ اس کے بعد یَعِظُکُمْ کا لفظ رکھکر اشارہ کر دیا ہے کہ ہم نے اس تعلیم کو اس طریق سے اس لئے پیش کیا ہے، تا تم آسانی سے عمل کر سکو۔ قرآن مجید نے اس ایک آیت میں تین درجے بدی کے اور تین ہی درجے نیکی کے ذکر فرمائے ہیں۔ ہر چیز کی تکمیل کے چھ عملی ذریعے اور ساتواں نتیجہ یعنی اس کا کمال ہُوا کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ میں بیان ہُوا ہے۔[1] گویا یہاں انسان کی رُوحانیّت اور اخلاق کی تکمیل کے لئے کامل تعلیم دی گئی ہے۔ بدی کے پیدا ہونے کا طریق

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی تصنیف ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم ص۳۰ تا ص۸۳۔ مرتّب

Digitized by Khilafat Library Rabwah
بتا کر اس سے بچنے کا طریق بتا دیا، اور نیکی کے بڑھنے کا طریق بتا کر اس میں ترقی کیلئے راہ نمائی فرمادی
غرض یہ آیت قرآن مجید کے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہونے کا کامل ثبوت، اور اسلام کی سچائی کی
بیّن دلیل ہے۔ حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ نے اس آیت کو جمعہ کے دوسرے خطبہ میں پڑھنے کا طریق جاری فرمایا
ہے، جس سے ظاہر ہے، کہ مسلمان ابتداء ہی سے اس آیت کی اہمیت کو سمجھتے رہے ہیں، گو اس کے
کامل معارف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی ظاہر فرمائے ہیں۔

عیسائی اس آیت سے بہت چڑتے ہیں اور ویری نے تو کہا ہے، کہ مسلمان اس تعلیم کو اعلیٰ
اعلےٰ کہکر پیش کرتے ہیں، وہ ہمارے مسیح کی تعلیم سے تو اس کا مقابلہ کریں، جو متی باب ۲۲ میں بیان
ہوئی ہے۔ کہ

"خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت
رکھ، بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے برابر محبت رکھ۔"

مسیح کی اس تعلیم پر جو عیسائیوں کو فخر ہے، وہ بالکل بے جا اور فضول ہے، قرآن مجید کی تعلیم
کے مقابلہ میں یہ تعلیم بالکل ابتدائی اور پہلا قدم ہے۔ بے شک مسیح نے کہا کہ "خدا سے اپنے سارے دل
اور ساری جان، اور ساری عقل سے محبت رکھ" مگر سوال یہ ہے کہ دل کس نے دیا؟ جان کس نے
دی؟ عقل کس نے عطا فرمائی؟ جب یہ سب چیزیں خدا ہی کی عطا کردہ ہیں۔ ایک شاعر نے کیا خوب
کہا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پس ان کے ساتھ جو بھی محبت کی جائے گی، وہ عدل کے مقام سے اُوپر نہیں جا سکتی، ہاں
عدل کا لفظ اس فقرہ سے بہت زیادہ وسیع ہے، کیونکہ ان چیزوں کے علاوہ اور بھی چیزیں ہیں
جن کی قربانی ضروری ہوتی ہے، مثلاً احساسات و جذبات۔ جب تک انسان اپنی ہر خواہش، ہر ارادہ
اور دُنیا کی ہر چیز سے بڑھکر خدا سے محبت نہ کرے گا، تب تک وہ عدل کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے شک ساری جان سے محبت کرنا اچھی بات ہے، مگر کئی لوگ ہیں، جو اپنی جان سے بڑھکر اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتے ہیں، اور کئی ایسے ہیں جو اپنے دل اور اپنی جان کی نسبت مال سے زیادہ پیار کرتے ہیں، اور کئی اس فطرت کے ہوتے ہیں، کہ وہ اپنی عزت وناموس کی خاطر اپنی جان تک قربان کردینے سے دریغ نہیں کرتے۔ پس صرف ساری جان، سارے دل، اور ساری عقل کے الفاظ میں ہر قسم کی قربانی اور خدا تعالےٰ سے کامل محبت جس کو عدل کا لفظ ظاہر کرتا ہے نہیں آسکتی۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں دوسری جگہ مختلف قسم کے جذبات کو بیان کیا ہے، چنانچہ فرمایا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَ اَبْنَآءُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۣاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ؀ (توبہ - ۳)

کہدے کہ اگر تمہیں اپنے آباء واجداد اور اپنی اولاد اور اپنے بھائی اور اپنی بیویاں اور اپنی قوم یا قبیلہ اور اپنے اموال (جو تم نے کمائے ہیں) اور تجارت (جس کے مندا پڑنے کا تمہیں خوف ہے) اور اپنے وطن (جنہیں تم چاہتے ہو) خدا اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہیں (تو تم ہرگز قبول کئے جانے کے لائق نہیں ہو) پس انتظار کرو یہانتک کہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ آجائے، اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔

اس آیت میں ہر قسم کے انسانوں کے لئے خدا سے محبت کا معیار بتا دیا ہے۔ بعض لوگوں کو جن میں احسان کا مادہ زیادہ ہوتا ہے، اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث میں بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کے قصہ میں مذکور ہوا ہے، کہ یہ بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے، اوپر سے ایک بڑا پتھر گرا جس سے غار کا منہ بند ہوگیا، تو ہر ایک نے اپنی اپنی کسی سابقہ نیکی کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی، کہ یہ پتھر ہٹ جائے۔ ان میں سے ایک نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شمالی ہندوستان کا مشہور ہفتہ وار اخبار

دورِ جدید (لاہور)

جو گذشتہ دس سال سے نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

اور

اپنی ذمہ دارانہ روش، پُر متانت طرزِ تحریر اور بلندیٔ اخلاق کیلئے ملک کے تعلیمیافتہ طبقے میں خاص وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے،

معاصرین کرام کی آراء

لاہور کے ہفتہ وار اخباروں میں "دورِ جدید" ممتاز حیثیت رکھتا ہے، مجموعی حیثیت سے دلچسپ اور مفید ہے۔ (معارف)

اسمیں ایک ہفتہ وار اخبار کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ ایڈیٹر صاحب پرچے کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (جامعہ)

ترتیب شگفتہ۔ مقالات پُر فکر پیرائے میں۔ صحت و دیانت۔ مضامین عمدہ معلومات کا اچھا ذخیرہ ہوتے ہیں۔ (النجم)

اس کی خبروں کا انتخاب پنجاب کے ہفتہ وار اخباروں میں سب سے بہتر ہوتا ہے۔ (ہمدرد)

نہایت قابلیت سے ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے کو مختلف اخباروں سے بے نیاز کرتا ہے۔ (مصباح)

لاہور سے آجکل جسقدر اخبارات شائع ہوتے ہیں روزانہ چھوڑ کر ہفتہ وار اخباروں میں "دورِ جدید" خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ (ندیم)

"دورِ جدید" اُردو کا بہترین اخبار ہے۔ (دلچسپ)

نوٹوں میں معقولیت اور کسی پر اعتراض کرتے وقت نہایت شرافت کو مدِ نظر رکھتا ہے۔ (پیغام صلح)

بڑی محنت اور کاوش سے ترتیب دیا جاتا ہے عام مروجہ دلچسپیوں اور مفید معلومات سے اسکا کوئی نمبر خالی نہیں ہوتا۔ (شاہکار)

سالانہ قیمت چار روپے۔ فی پرچہ ایک آنہ

مینیجر "دورِ جدید" اندرون شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کا ترجمہ بلا مدد اُستاد سیکھنے کا طریقہ

۱- قاعدہ ترجمۃُ القرآن

جس میں قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانے کے لئے ایک سو پندرہ سبق درج کئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ہر ایک اُردو دان مرد و عورت بہت جلد قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ استاد کی مدد کے بغیر قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانے کے لئے اس سے بہتر قواعد کی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔ اگر یہ کتاب آپ کے حسب منشا نہ نکلے تو ایک ہفتہ تک واپس کر کے اپنی رقم وصول کر سکتے ہیں۔ حجم دو سو صفحے قیمت معہ جلد صرف بارہ آنہ

۲- لُغاتُ القرآن اُردو

جس میں قرآن کریم کے دس ہزار سے زائد الفاظ کے ایک ایک دو دو۔ تین تین معنے درج ہیں۔ اور کوئی ایسا لفظ باقی نہیں رہا جس کے معنے درج ہونے سے رہ گئے ہوں۔ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کے لئے قاعدہ ترجمۃ القرآن کے ساتھ اس لغاتُ القرآن کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے۔ اس میں ہر واحد لفظ کی جمع اور ہر جمع کے واحد کا صیغہ بھی بتلا دیا گیا ہے۔ کاغذ سفید اعلیٰ چھپوائی عُمدہ قیمت صرف بارہ آنہ ؏

۳- رسالہ اسباق الصّلوٰۃ

جس میں نماز کے ترجمہ کو آٹھ سبقوں میں حل کیا گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے ہر خواہشمند نماز کا ترجمہ خود بخود سیکھ سکتا ہے۔ سائز جیبی حجم سولہ صفحے قیمت فی رسالہ صرف ایک پیسہ۔ تقسیم کے لئے ایک سو رسالوں کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ہوگی ؏

المشتھر:- حکیم محمد عبد اللطیف منشی فاضل مینجر الشیائی کتب خانہ قادیان دار الامان

[illegible]